گلدستۂ حفیظ اللہ خان

معروف بہ

اشعار دلپسند

جسمین

نے ہر ایک رنگین طبیعت عاشق مزاج دوستون کے دل بہلانے کیواسطے نہایت
ہ عمدہ اور طرح طرح کی مزے دار عشق آمیز گانیوالی چٹ پٹی غزلین اردو فارسی
شعار متفرق مستزاد مخمس مسدس اور دوہے ملی ہوئی غزلین بھجن ہولی ٹھمری چوماسا
ماسا دادرا دوہا کبت سویا وغیرہ بڑی خوبی اور ترتیب کے ساتھ مندرج کیے گئے ہین

جسکو

حفیظ اللہ خان صاحب سانڈوی متخلص بہ حفیظ افسر مدرس مشہور نزدیک دور
وضع تاپور پرگنہ بنگر تھانہ گبھولی ضلع ہردوئی صوبہ اودھ شاگرد رشید جناب منشی
شنکر پرشاد صاحب صبح بلگرامی نے بکوشش تمام تالیف و تصنیف کیا

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

سنہ ۱۹۱۰ ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خلاق عالم ارحم الراحمین و نعت سرور کائنات رحمۃ للعالمین کے یہ خاکپاے جہان
ننگ ناموس بنی نوع انسان سرگشتۂ وادی ہیچمدانی من بلد کوے نادانی تبلاے رنج و محن کفش بردار
ارباب سخن امیدوار رحمت ایزد منان احقر العباد **حفیظ اللہ خان** ابن محمد باز خان ابقاہ اللہ
علے دین النبی وحفظہ عن ذنبہ الخفی والجلی اپنے شوقین دوستون اور احباب رنگین جون
کی خدمت مین عرض پرداز ہی کہ یہ خاکسار باشندہ قدیم قصبہ سانڈی ضلع ہردوئی محلہ
اونچا ٹیلہ لب دریاے گرہ کا ہی اور اب بمقتضاے آب و دانہ یکم مارچ ۱۸۷۶ء سے بعہدہ مدرسی
مدرسی دار السرور مشہور نزدیک ددور مدرسہ موضع بناپور پرگنہ بانگر تھانہ بگھولی اسٹیشن ضلع
ہردوئی ملک اودھ مین ماموری ہی ایام طالب علمی سے شعر و شاعری کا شوق کہنے سے
ذوق رہا اور ہمیشہ مصدر لوارق معانی مظہر شوارق فیض رسانی منبع محبت و وداد سر چشمۂ
واتحاد منشی شنکر پرشاد صاحب صبح بلگرامی شاگرد رشید حضرت قدر دام اللہ افضالہم سے کہ تقریباً
پانچ چھہ برس سے بعہدہ ہیڈ ماسٹری بمقام کرسی اسکول ضلع بارہ بنکی بمشاہرہ پچیس روپیہ
ماہواری سانڈی سے تبدیل ہو کر تشریف لے گئے ہین اپنی تصنیف کا اصلاح لیا کیا اور

کی شفقت و مہربانی و نظرِ عنایت و قدردانی کے طفیل سے اس درجہ کو پہونچا تعالے اعتنائہ اُن
کو اپنے فضل و کرم سے یوماً فیوماً درجات عالیہ پر ترقی بخشتا رہے۔ غرضکہ میرے
شوق کی کیفیت نہ پوچھیے دن دونا رات چوگنا ہوتا گیا بیسون کلیات و دیوان جمع کیے
بلکہ ایک مجموعہ بحر الاشعار بھی جس مین کہ عمدہ عمدہ اور انواع و اقسام کی غزلیات و قصاید و اشعار
متفرق ردیف وار دیوانہاے شعراء متقدمین و متاخرین سے انتخاب کر کے لکھے گئے ہین
تالیف کیا اور ایک کتاب بخط ناگری موسوم بہ نوین سنگرہ بھاشا بھی تالیف کر کے مطبع
منشی نولکشور صاحب مین چھپوائی جس مین کہ ہر ایک قسم کے عام پسند نہایت اچھے اچھے کبت
سویا۔ دوہا۔ سورٹھا۔ بھجن۔ ہولی۔ راگ۔ اور بہت سی احباب پسند باتین اُس مین مندرج
کی گئی ہین جس کی تعریف دیکھنے پر منحصر ہی۔ جن صاحبون کو اُس کے ملاحظہ کا شوق ہو مالک
مطبع اودھ اخبار مقام لکھنؤ سے طلب کر لین یا میلون مین کتب فروشون کے پاس
تلاش کرین۔

خیر اب مین باعث تالیف اس کتاب کا بھی کچھ آپ لوگون سے عرض کیا چاہتا ہون امیدوار
ہون کہ وہ بھی سن لیا جائے یعنی ایک روز ٹھاکر مہربان سنگھ صاحب نمبردار بنا پور کہ بڑے
صاحب شعور اور قدردان ہین اُن کے مکان پر مین اور چند میرے قدیم شاگرد یعنی جنگو سنگھ
و دودان سنگھ و کھراج سنگھ و نربھین سنگھ وغیرہم کہ اب ہر ایک بقدر ضرورت اُردو و ناگری
و حساب پیمائش وغیرہ پڑھ لکھ کر اپنے اپنے کاروبار متعلقہ زمینداری مین مشغول ہین باہم بیٹھے
ہوے اُسی کتاب یعنی نوین سنگرہ کا ذکر کر رہے تھے کہ مردم دیدۂ محبت و مروت مخزن لطف و
عنایت ٹھاکر زبپت سنگھ برادر خرد مہربان سنگھ نمبردار ممدوح نے کہا کہ اگر بمقابلۂ نوین سنگرہ ایک
اُردو مجموعۂ اشعار جس مین کہ نہایت عمدہ عمدہ خاصکر گانے والی عوام پسند اُردو و فارسی غزلین ہون
تالیف کر کے طبع کرائیے تو خوب ہو اور اسی طرح ایک ہمارے ہموطن اور ہم کلاس مشفقی
رام نراین نربیدی نے بھی نوین سنگرہ دیکھکر فرمایا تھا تب تو میرے دل مین اُسی وقت سے

ایسا جوش پیدا ہوا کہ کچھ ایسا ہو کہ ابھی وہ کتاب طیار ہو جائے غرضکہ خدا ئے جل شانہ نے ہمارے ارمان پورے کیے اور جو مقصد تھا حسب دلخواہ نکل آیا۔

مین یقین کرتا ہون کہ اس مجموعہ کو احباب زمانہ نہایت پسند کرین کیونکہ علاوہ غزلیات کے اس مین زبان ہندی کی بھی مزے اور عشق آمیز باتین بہت لکھی گئی ہین جسکی کیفیت فہرست ملاحظہ فرمانے سے بالکل ظاہر ہوتی ہی۔

بڑی محنت و جانفشانی سے سمدہ بھیا مہپال سنگھ و وہر و سنگھ طلبا ئے دفعہ سوم مدرسہ ہذا مین نے اس کو لکھ کر اپنے ہی نام سے موسوم کیا یعنی اس کا نام گلدستہ حفیظ اللہ خان معروف بہ **اشعار دلپسند** رکھا ہو اسمین دو حصے ہین حصہ اول مین اردو و فارسی غزلین اشعار متفرق اردو و فارسی مستزاد مخمس۔ مسدس۔ رباعیات وغیرہ ہین

اور حصہ دوم مین دوہا و کبت ملی ہوئی غزلین بھجن۔ ہولی۔ ٹھمری۔ چوماسا۔ بارہ ماسہ۔ دادرا دوہا۔ سورٹھا۔ کبت سویا۔ خط منظوم بزبان بھاشا بنام معشوقہ وغیرہ ہین

مجموعے تو بہت چھپے ہین مگر ایسا دیکھنے مین کم آیا ہوگا جس مین کوئی بات کسی قسم کی فروگذاشت نہین کی گئی ہی اور خاصکر وہ چیزین اس مین لکھی ہین کہ جنکو ہر شخص پسند کر سکتا ہی اور وہ تو بات ہی اور ہی کہ جو صاحب حسد کی نظر سے جب اس کو ملاحظہ کرین گے تو اُن کو کیونکر کوئی بات اسمین پسند پڑیگی۔ کیونکہ اکثر لوگون کا دستور ہی کہ خود تو وہ کام کر ہی نہین سکتے اور نہ اسقدر لیاقت ہی ہی مگر اورون کی عیب بینی و نکتہ چینی سے لوگون کی نظرون مین برعم خود میان مٹھو بنے بیٹھے ہین۔ اگر محنت و کوشش کر کے کوئی چیز بنائی تو اُن نکتہ چینون کے باعث دل اور بھی زیادہ پژمردہ ہو جاتا ہی۔ بجائے تعریف کے کلمات طعن و طنز زبان پر لاتے ہین۔ حالانکہ کوئی بات صحیح کیون نہو وہ اُس کو عیب ہی بتلاتے ہین طرہ یہ کہ پھر اپنی غلطی نہین مانتے جو زبان سے نکل گیا وہی درست و صحیح جانتے ہین۔

جن صاحبون کو میرا مجموعہ پسند نہ پڑے وہ اپنے دل کی دل ہی مین رکھین میرے سامنے

کہکر جو بات معقول نہ سنیں نامعقول نہیں ہیں اچھا یا برا جو کچھ ہوں سو ہوں اور ویسی ہی میری تالیف ہے وہ اپنی تعریف ظاہر ہی ہے اس حقیر کو معذور رکھیں۔

صرف اُن صاحبوں کی شان میں یہ گستاخانہ تقریر زبان پر لائی گئی ہے جنکے وجود مرکب میں حصۂ آتش حسد زیادہ ہی اور بجز عیب کے کسی کی ذات میں وہ ہنر نہیں دیکھتے۔

نعوذ باللہ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مجھکو یا میری تالیف کو خواہ مخواہ اچھا ہی کہیے مگر حاسدانہ کہنا اور ہے دوستانہ نصیحت دوسری بات ہے ورنہ یہ تو سب جانتے ہیں کہ بے عیب ذات خدا کی ہے۔ انسان بیچارا کس گنتی میں ہے۔ خاصکر مجھ ایسا ہیچمدان فرقۂ بیقدار ہر ایک کا کفش بردار کہ تین تیرہ وکسی میں نہیں ہوں ایک بے حقیقت آدمی ہوں اور ویسی ہی اسکی تالیف ہے۔

اخلاق کو کام فرمائیے دوستانہ عیب پوشی کا اُمیدوار ہوں بھول چوک معاف ہو آدمی ہوں کچھ فرشتہ نہیں۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ پھر میں کب اس سے باہر ہو سکتا ہوں۔

اچھے آدمیوں کا کام ہے کہ اُس کا عیب اس طرح سے اُسپر روشن کر دیتے ہیں کہ کوئی نہیں سن سکتا اور جتنے حضرات اور ہی تماش کے ہیں وہ جب تک دس آدمیوں کے روبرو اُس کی غلطی یا بھول نہ بتائیں تب تک انکی فضیلت اور علمیت ہی نہ چمکے یہ نہیں جانتے کہ ہمتو اوروں کا عیب بتا کر خود ہوشیار کیا چاہتے ہیں بلکہ صاحبان عقل و فراست کے روبرو اپنی حماقت اور کم لیاقتی کے سارٹیفکٹ پر زیادہ تصدیق کراتے جاتے ہیں۔

اے میرے کرم فرما دوستو میرے قصور کو معاف کرنا اور محض ناقابل آدمی مجھکو جانکر اعتراضات سے معذور رکھنا۔ تعالیٰ شانہ اپنے فضل و کرم سے ہماری اس تالیف کو احباب زمانہ کے دل میں جگہ دے اور اسکے ملاحظہ کا شوق انکو عطا فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الرِّضَاءِ وَالتَّسْلِیْم

دستخط حفیظ اللہ خان مدرس مدرسہ دوالہیرہ ضلع بنائو پرگنہ بانگر ضلع ہردوئی ملک اودھ مرقوم ۹ نومبر ۱۸۹۲ء

حصۂ اول

جسمین

اردو غزلین - اشعار متفرق اردو - فارسی غزلین - اشعار متفرق فارسی - مستزاد اردو مخمس مسدس رباعیات وغیرہ بہت پر مضمون اور عشق آمیز مندرج ہین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اردو غزلین

غزل ۱

حسن سخن ہی وصف جمال اُس جمیل کا
گلگونہ جس کا اسم رخ قال و قیل کا

تصویر ایک آئینہ انواع مختلف
کس وجہ سے نہ محو رہون ہر شکیل کا

ہفت آسمان ہین تجھ سے حصار پناہ خاک
حامی عزیز سے ہی فزون تر ذلیل کا

جنت اوگائے نار سے تیری بہار فضل
تخم شرر سے جیسے گلستان خلیل کا

ہژدہ ہزار عالم قدرت کا تاجدار
کم مایہ مشتری ہی متاع قلیل کا

حرص و طمع سے کیون نہ شہیدی ہو بے نیاز

تکیہ ہی اس فقیر کو کیسے کفیل کا

غزل ۲

رقم پیدا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا
سر دیوان لکھا ہی مین نے مطلع نعت احمد کا

طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا
ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا

دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا
نہ تھا نام و نشان جن روز ون اس لوح زبرجد کا

گذر وحدت سے کثرت مین نہ ہوتا ذات مطلق کو
نہ بنتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا

بٹینگے جس گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت مین
کھلے گا حال امت کو ترے انعام بے حد کا

ہوا تجھ سا نہ ہو سکتا ہی میرا ہی یہی ایمان
سنا نون مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

ہوئی ہی ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف اے کاش مجکو تیرے مرقد کا

کبھی نزدیک جا کر آستانہ پر ملون آنکھین
کبھی گرد و در بیٹھون مین کرون نظارہ گنبد کا

مدینہ کی زمین سے گر نہ لائق ہو مرا لاشا
کسی صحرا مین دانگے طعمہ ہون مین ام اردو کا

تمنا ہی درختون پر ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

خدا منہ چوم لیتا ہی شہیدی کس محبت سے
زبان پر میری جس دم نام آتا ہی محمدؐ کا

غزل ۳

رنج و غم مین نے اٹھایا سو اٹھایا تنہا
کسی عاشق کو نہ رکھنا تو خدایا تنہا

اسے کہتے ہین اطاعت کہ گیا مین بیخود
یار نے جب مجھے خلوت مین بلایا تنہا

خضر کا قافلۂ ہوش جہان پر ہوا گم
مجھے وحشت نے وہان راتون پھرایا تنہا

وصل کی رات بھی کمبخت حیا ساتھ رہی
حسب خواہش وہ مرے پاس کب آیا تنہا

ورگذر غم نہ کرے دشمن جان میرا تھا
ترے ہجران مین بھی اسنے مجھے پایا تنہا

گھر کو گور آپ کو مردہ مین شہیدی سمجھا

یار بن بخت نے جس رات سلایا تنہا

غزل ۴

تصور عاشق بیتاب نے دل میں پیمان باندھا
اُٹھا صبا اس شکرگیں نے اپنے چہرے پہ رو ہان باندھا

لب یوں کس نے اہو رشک پری الیا سامان باندھا
کہ تو نے دو ترانے گائے اور آب رواں باندھا

چاہے کہ چلیں گر استخوان پر میرے آسیئے
وہ مجنون تھا کہ سر پر طائرون نے آشیان باندھا

جدا اک قصر ہی ہم غم کشون کے عیش کرنے کا
فلک نے جس کے آگے لاجوردی سائبان باندھا

ابھی میں خون کرونگا اپنا ورنہ تیغ دیتا مجھکو
تری تیغ نگہ نے مشورہ کیا میری جان باندھا

گیا بن پنجہ جس طرح رشک پنجہ مرجان
ترے زخمی کا جب دم کشتہ نے چشم خونچکان باندھا

شہیدی کثرت عصیان سے مجھکو خوف آتا ہے
سفر ہی دور کا اور دوش پر بار گران باندھا

غزل ۵

جان اب تجھ سے ہو کیا بھید چھپانا دل کا
آپ سے مجھکو مبارک ہو لگانا دل کا

نہی باتیں نہی گھاتیں نہی چاہت نہ پیار
کیا قیامت ہو نئے شخص پہ آنا دل کا

لاکھ ڈھونڈھا کیے وحشت میں ملا ہی نہ سراغ
اُن کی مٹھی میں ہوا روز ونا ٹھکانا دل کا

ہائے رے اگلے ستمگار کا تن تن کے گلہ
اُن کا بھرنا دم سرد اور دُکھانا دل کا

چاہ سے کچھ تو مزے سے ہو شہیدی آگاہ
کاش چندے اسے بھائے جو ستانا دل کا

غزل ۶

ترے پیچھے جو پڑنے لگے شعر نہ تڑپ تو بلبل نالہ بس
چلیگا قفس چلیگا قفس چلیگا قفس چلیگا قفس

نہیں گو کہ بارھواں سال ہو وے تجھ سے یہی مقال ہے
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس

نہ چلی کسی کی فسون گری کہ وہ زلف سانپ سی تھی بھری
گئی مجھکو ڈس گئی مجھکو ڈس گئی مجھکو ڈس گئی مجھکو ڈس

ترے غمزے کا ہون بریدہ سر بت جنگجو مرے قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

مرا دل برنگ حنا ہی خون ترے پاؤن تک مجھے کیا کرون
نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس نہین دسترس

تجھے دیکھا جب سے کہ اوپری بخدا کسی کے نظارہ کی
نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس نہ رہی ہوس

کوئی کاروان جو نکلگیا سوے نجد قیس یہ بول اٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

تو شہیدی ابر سیہ سے کہہ وہ شراب پیتے ہون جس جگہ
وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل ۷

غضب ہی جس بت کافر پہ اپنا دم نکلتا ہی
تپا تابوت اسکے کوچہ سے ہر دم نکلتا ہی

نہ رکھ آنکھون پہ میری آستین لطف اے ہمدم
کہ اشک سرخ کے ہمراہ دل کا غم نکلتا ہی

دکھا کر اپنی آرائش پری مجھکو نہ دھوکا دے
کسی کے سادہ پن مین او ہی عالم نکلتا ہی

سمجھ کر اجنبی جس سے مین دل کا راز کہتا ہون
خجل ہوتا ہون کیا کیا جب ترا محرم نکلتا ہی

بنا دیتا ہی کوچہ فقر کا ٹیڑھے کو بھی سیدھا
کھنچا جب جنتری مین تار کا سب خم نکلتا ہی

شہیدی سے نہین واقف ہین ہم اتنے تو واقف ہین
کہ کوئی راتون کو کرتا ہوا ماتم نکلتا ہی

غزل ۸

مشام بلبل مین رشک گل کی ہنوز بو بھی نہین گئی ہی
ابھی وہ نام خدا ہی غنچہ نسیم چھو بھی نہین گئی ہی

نہ عشق سرمہ کا نہ مسی کا نہ شوق غمزہ نگاہی ہنسی کا
گمان ہو گر تم کو آرسی کا سو وہ برو بھی نہین گئی ہی

بلا کو اس کی خبر نہین ہی کہ عشق اور عاشقی ہی کیا شے
ہنوز کانون مین اس پری کے گفتگو بھی نہین گئی ہی

ضیا سے جسکی جہان ہی روشن وہ شمع پنہان ہی زیر دامن
حریم عزت کے تا بروزن شمال تو بھی نہین گئی ہی

شہیدی اتنی گمان پرستی نشے مین سب بھول بیٹھے ہستی
ہوئی ہی جس دم سے تم کو مستی وہ تا گلو بھی نہین گئی ہی

غزل ۹

کسی نے اُس کو سمجھایا تو ہوتا	کوئی یاں تک اُسے لایا تو ہوتا
مزہ رکھتا ہے زخمِ خنجرِ عشق	کبھی اے بوالہوس کھایا تو ہوتا
پہ نخلِ آہ ہوتا بید ہی کاش	نہ ہوتا گو ثمر سایا تو ہوتا
جو کچھ ہوتا سو ہوتا تو نے تقدیر	وہاں تک مجھ کو پہنچایا تو ہوتا
کیا کس جرم پر تو نے مجھے قتل	ذرا تو دل میں شرمایا تو ہوتا

دل اُس کی زلف میں اُلجھا ہے کب سے
ظفر اک روز سلجھایا تو ہوتا

غزل ۱۰

دل کا کچھ کام نہ تجھ سے بتِ پرفن نکلا	دوست جانا تھا تجھے جان کا دشمن نکلا
جب تو آیا کہ مرا دم بتِ پرفن نکلا	نکلا ارمان ولیکن پسِ مردن نکلا
نام سے کام نکلتا نہیں بے جوہرِ اصل	تلِ عارض سے نہ ہرگز کبھی روغن نکلا

خون عاشق کا ہے گلگونہ ترے عارض کا
قتل ہوتے سے ہمارے ترا جوبن نکلا

غزل ۱۱

کہوں کیا رنگ اُس گل کا اہاہاہا اہاہاہا	ہوا رنگین چمن سارا اہاہاہا اہاہاہا
نمک چھڑکے ہے وہ کس کس مزے سے دل کے زخموں پر	مزے لیتا ہوں میں کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا
خدا جانے حلاوت کیا تھی آبِ تیغِ قاتل میں	لبِ ہر زخم ہے گویا اہاہاہا اہاہاہا
مری صورت پرستی حق پرستی ہے کہوں میں کیا	کہ اس صورت میں ہے کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

ظفر عالم کہوں میں کیا طبیعت کی روانی کا
کہ ہے اُمڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

غزل ١٢

لگے ہی سیر گلشن مین دل اِی غنچہ دہن کس کا — ترے فرقت کے مارے کو روش کی چمن کسکا

مری وحشت سے ہمسر ہو سکے دیوانہ پن کس کا — برنگ گل ہی سینہ چاک شل پیرہن کس کا

مسافر خانۂ دنیا مین جو آیا ہوا راہی — یہ منزل آمد و شد کی ہی اس مین ہی وطن کسکا

ہے نو غرق ہی خون شفق مین دیکھ خجلت سے — لب زخم جگر ہنستا ہی اب زیر کفن کس کا

غزل ١٣

جہان ویرانہ ہی پہلے کبھی آباد گھر یان تھے — شغال اب ہین جہان رہتے کبھی بستے بشر یان تھے

جہان چٹیل ہی میدان اور سراسر ایک خارستان — کبھی یان قصر دالوان تھے چمن تھے او شجر یان تھے

جہان پھرتے بگولے ہین اڑاتے خاک صحرا مین — کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یان تھے

جہان ہین سنگ ریزے تھے یہان یاقوت کے تودے — جہان کنکر پڑے ہین اب کبھی رلتے گہر یان تھے

جہان سنسان اب جنگل ہی اور ہی شہر خاموشان — کبھی کیا کیا تھے ہنگامے یہان اور شور و شر یان تھے

ظفر احوال عالم کا کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی
کہ کیا کیا رنگ اب ہین اور کیا کیا پیشتر یان تھے

غزل ١٤

مجھے تیغ نظر سے قتل کر تو سوچتا کیا ہی — نگاہ ناز سے تیری زیادہ خونبہا کیا ہی

ہماری زندگی اور مرگ وصل اور ہجر ہی تیرا — نہین معلوم جینا کس کو کہتے ہین قضا کیا ہی

نمک جبتک کہ زخمون پر نہ چھڑکے کوئی کیا جانے — کہ لذت عشق مین کیا ہی محبت کا مزا کیا ہی

تری آنکھون سے جاری آنسوؤن کا آج دریا ہی
بتا دے صاف مجکو ای ظفر یہ ماجرا کیا ہی

غزل ١٥

نشانہ بعد مردن بھی رہا مین تیغ قاتل کا — بنایا کرتے ہین ناوک فگن تودہ مری گل کا

نظر سے میری گر بیمار اُن کی ہوگئین آنکھین
تصدق کے لیے کھچواؤن روغن آنکھ کے تل کا
نکل جائین تڑپ کر مچھلیان دستِ حنائی کی
لہو بھر جلے او قاتل اگر مجھ نیم بسمل کا
فقیری مین بھی اے دل آسمان پر ہے دماغ اپنا
گدائی مین کرون لیکر کے کاسہ ماہ کامل کا

فقیری مین وزیر آب آ کے پریان پاؤن پڑتی ہین
یہ نقشِ بوریا اپنے لیے ہے نقشِ عامل کا

غزل ۱۶

نہ بوسہ دینا آتا ہی نہ دل بہلانا آتا ہی
تجھے تو اے بتِ کافر فقط ترسانا آتا ہے
جو تم ہنسنے مین ہو مشاق ہم رونے مین کامل ہین
تمھین بجلی گرانا ہم کو مینھ برسانا آتا ہے
بچھا کر دام گیسو رخ پہ وہ صیاد یون بولا
یہ پھندا وہ ہے جس مین مرغ دل بے دانا آتا ہے
صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہی
ہمارا یار جس دم جانب میخانہ آتا ہے

تبسم کی جگہ اُس کافر بدکیش کو اے رند
خفا ہونا بگڑنا مارنا دھمکانا آتا ہے

غزل ۱۷

تجھی کو جو یہان جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
مرا غنچۂ دل ہے وہ دل گرفتہ
کہ جس کو کسی نے کبھی وا نہ دیکھا
یگانہ ہے تو آہ بیگانگی مین
کوئی دوسرا اور ایسا نہ دیکھا
اذیت مصیبت ملامت بلائین
ترے عشق مین ہم نے کیا کیا نہ دیکھا
حجابِ رخِ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ جب کوئی پردا نہ دیکھا

شب و روز اے درد در پے ہون اُس کے
کسی نے جسے یان نہ سمجھا نہ دیکھا

غزل ۱۸

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہی آئیگی جان آکے اپنی گردن مین
سنا ہی جا ہی قریب رگِ گلو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

شبِ فراق مین اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین خو تیری

شبِ فراق مین اکدم نہین قرار آتا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

زمانہ مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان
رہی ہی معرکہ مین آتش آبرو تیری

غزل ۱۹

سر مرا کاٹ کے پچھتایئے گا
جھوٹھی پھر کس کی قسم کھایئے گا

کیا گریبان نے گلا گھوٹا ہے
ادھر اے دست جنون آیئے گا

آپ کہتے ہین کہ جا جاتا ہون
پر اکیلے ہی تو گھبرایئے گا

تھام لون دل کو ذرا ہاتھون سے
ابھی پہلو سے نہ اٹھ جایئے گا

کہیے یاران عدم کیا گذری
کچھ لب گور سے فرمایئے گا

مردم چشم سے گرائے حجاب
آنکھ کے پردے مین چھپایئے گا

ہم بھی آنکلین گے مسجد مین وزیر
خشت خم لیکے جو جوایئے گا

غزل ۲۰

مدت سے ہی دل طالب دیدار کسی کا
دکھلائیے خدا چاند سا رخسار کسی کا

بیتاب ہون مین دل ہی گرفتار کسی کا
یارب نہ جدا یار سے ہو یار کسی کا

دیکھی جو مری نبض تو بولا یہ مسیحا
اچھا نہین ہونے کا یہ بیمار کسی کا

پھر جوش مین ہی خم کی طرح سے دل مدہوش
تیغ نگہِ ناز نہ کھینچا کرو ھر دم

دیوانہ ہون مین عاشق سرشار کسی کا
عاشق ہون نہین ہون مین گنہگار کسی کا

کیون شمع کے مانند ہنر ول ہو جلاتے
دیکھ آئے ہو کیا چہرۂ گلنار کسی کا

غزل ۲۱

ترے عشق مین او بتِ ماہ لقا مجھے کچھ بھی خیال خدا نرہا
مرے حق مین تو عجب سے کہ دیر ہوا کوئی اور مقام دعا نرہا

تری شکل ہو آنکھون مین آٹھون پہر ترا حسن و جمال ہی پیش نظر
مین جدا بھی ہوا کبھی تجھسے اگر تو خیال سے تیرے جدا نرہا

مرے دیدۂ تر مین وہ نور نہین دل خستہ کو میل سرور نہین
غم ہجر سے جان پہ آن بنی کرو لطف کہ وقت جفا نرہا

نہ خیال وجود نہ فکر عدم نہ ملال عتاب نہ رنج و ستم
نہ پری سے غرض ہی نہ حور کا غم مرے دل مین کچھ اُسکے سوا نرہا

مجھے یار نے جب سے عزیز کیا مرے دل کو لیا غم عشق دیا
کیا ایک نگاہ کرم سے غنی کسی بات کا دل کو گلا نہ رہا

غزل ۲۲

کسی نے راز مخفی کو نہین ہی آپ سے کھولا
وہی اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
وہی قطرہ وہی دریا وہی قلزم وہی کوزہ
وہی میخوار مستانہ وہی ہشیار دیوانہ

نہ یہ بولا نہ وہ بولا وہی بولا وہی بولا
وہی ہی طور سینا اور وہی موسیٰ وہی شعلا
وہی ہی باد اور آتش وہی پانی وہی اولا
احد ہی اور وہی احمدؐ وہی ہے مرتضیٰ ہولا

وہی جز ہی وہی کل ہی وہی خورشید اور ذرہ

سمجھ مین رکھ ہی خادم نہ بن نادان اور بھولا

غزل ۲۳

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
کہان سے ہم کہان پکڑے ہوے بیگار مین آئے

یقین ہی کچھ نہ تھا رحمت مزاج یار مین آئے
ادب سے ہاتھ باندھے ہم ترے دربار مین آئے

اگر بخشے نہ ہیے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا
سر تسلیم خم ہی جو مزاج یار مین آئے

مری تربت پہ سب روئے نہ رویا پر وہ سنگین دل
قیامت ہی کہ وہ آنسو نہ چشم یار مین آئے

نہ پوچھو اہل محشر ہم سے دیوانون کی بیتابی
یہان مجمع سنا یان بھی تلاش یار مین آئے

عدم کے جانے والو بزم جانان تک جو پہونچو تم
ہمین بھی یاد رکھنا ذکر جو دربار مین آئے

نہ مانگو بوسہ اے مونس بگاڑے منہ وہ بیٹھے ہین
قیامت ہی اگر بل ابروے خمدار مین آئے

غزل ۲۴

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہی تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

لے گیا چھین کے کون آج ترا صبر و قرار
بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

تیری آنکھون نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

عکس رخسار نے کس کے ہی تجھے چمکایا
تاب تجھ مین مہ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی

کیا سبب تو جو بگڑتا ہے ظفر سے ہر بار
خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی

غزل ۲۵

عشق کا خنجر لگا ہی دل پہ کاری ان دنون
زخم کی صورت ہی خون آنکھون سے جاری ان دنون

باغ مین جاتی ہی اس گل کی سواری ان دنون
دم بھر اسے پھرتی ہی باد بہاری ان دنون

بھولی بھولی شکل پر دل لوٹ جاتا ہی صنم
کیا ہی صورت ہو گئی ہی پیاری پیاری ان دنون

عشق کے آزار نے لاغر کیا ہی اس قدر
شکل پہچانی نہین جاتی ہماری ان دنون

قتل کرتا ہی عرق آلودہ ابرو خلق کو | کیا تیری تلوار پر ہی آبداری ان دنون

ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو ہر دم امانت کسلیے
جان جاتی ہی کہو کس پر تمھاری ان دنون

غزل ۲۶

سنا ہی اُن کو منظورِ نظر تیغ آزمائی ہے | یہان شوق شہادت نے مری گردن جھکائی ہی
ارے او بیوفا جب سے طبیعت تجھپہ آئی ہی | بجاے روح قالب مین تری الفت سمائی ہی
لہو بہتا ہی آنکھون سے خیال تیغ ابرو مین | دل نادان نے میرے کیا تری تلوار کھائی ہی
سر مرقد جو آتے ہین تو کہتے ہین خدا بخشے | ہمارے عشق مین اس نے بڑی آفت اٹھائی ہی

گیا گورِ غریبان پر وہ جس دم فتنۂ محشر
جہان مین غل ہوا اٹھو قیامت سر پہ آئی ہی

غزل ۲۷

باعثِ وحشت ہوئی بے اعتنائی آپ کی | ستانے جو اسنے لگی ہم کو جدائی آپ کی
خود گلا کاٹون مجھے خنجر عنایت کیجیے | دیکھیے ٹوٹ جائیگی نازک کلائی آپ کی
آپ کی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات | دل تڑپ کر رہگیا جب یاد آئی آپ کی
آپ کی باتون کا رہتا ہی مجھے ہر دم خیال | جب کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپ کی

جان دیدو یا پس دیوار سر ٹپکو رئیس
اُس کے کوٹھے تک نہو ویگی رسائی آپ کی

غزل ۲۸

مجکو فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی | کاش عیسے کی عوض موت ہی آئی ہوتی
گر نہو شمع تو سو دم مین پروانے بھی | تو نہوتا تو صنم کب یہ خدائی ہوتی
غیر سے کرتے ہو ابرو کے اشارے ہر دم | کبھی تلوار تو مجھپر بھی لگائی ہوتی

خط کے آغاز پہ تو مجھسے ہوا صاف تو کیا | لطف تب تھا کہ صفائی مین صفائی ہوتی

دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

غزل ۲۹

مین اپنا چاک گریبان سیا سیا نہ سیا | قریب مرگ ہون دو دن جیا جیا نہ جیا
مریض عشق ہون کیا پوچھتے ہو حال مرا | علاج عشق طبیبو کیا کیا نہ کیا
جو مال و زر تھا مرے پاس دیچکا تمکو | اب ایک پہلو مین دل ہی دیا دیا نہ دیا
نہین جہان مین کم ہین حسین شیرین لب | تمہارے ہونٹھون کا بوسہ لیا لیا نہ لیا

سوائے لخت جگر اور کیا غذا ہے نیاز
لہو کا گھونٹ ہے اس پر پیا پیا نہ پیا

غزل ۳۰

نکلنا سخت مشکل ہو نہ کیونکر کوے قاتل سے | تڑپتے ہون جہان عاشق ہزارون مرغ بسمل سے
ترے کوچے مین اے قاتل نہ آتا ہون نہ جاتا ہون | ولیکن کیا کرون مجبور ہون بیتابی دل سے
نہون عاشق تو معشوقون کو پوچھے کون دنیا مین | جہان مین قدر گل کی ہے فقط عشق عنادل سے
ہٹا دو ان کو بالین سے نہین تو خوف کھائینگے | سُنا ہے دم نکلتا ہے بہت عاشق کا مشکل سے
الٰہی دیکھیے کس دن وہ سووین آکے پہلو مین | رہا کرتی ہین باتین رات کو دو دو پہر دل سے

تپ فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہے ضعف اے نعمت
کہان کروٹ بدلنا سانس بھی لیتا ہون مشکل سے

غزل ۳۱

خفا ہو کیون مرے یوسف لقا سُنو تو سہی | ہوئی ہے مجھ سے بھلا کیا خطا سُنو تو سہی
ابھی کرو نہ مجھے تیغ ناز سے گھائل | اگرچہ ہون مین ہمہ تن فدا سُنو تو سہی

ہمیشہ کرتے ہو جور و ستم نئے ایجاد
یہ کس سے سیکھا ہے ناز و ادا سنو تو سہی

بٹھانا غیرون کو پاس اور مجھسے رہنا دور
یہی ہے شیوۂ مہر و وفا سنو تو سہی

ٹھہر کے دو گھڑی اے جان جان خدا کیلیے
تمھارے ہجر مین جو کچھ ہوا سنو تو سہی

نجا ؤ دشت جنون کو ہمسفر کہا مانو
تمھین سے کہتا ہون مشفق ذرا سنو تو سہی

غزل ۳۳

عجب ایک جلوہ ترا چار سو ہے
نظر جس طرف کیجیے تو ہی تو ہے

گلستان مین جا کے ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے

نہو گا کوئی مجھسا محو تصور
جسے دیکھتا ہون سمجھتا ہون تو ہے

نہین ہے سوا تیرے کچھ مطلب دل
تمنا تری ہے تری آرزو ہے

چمن مین جو دیکھا تو چرچا ہے تیرا
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہو وصل تو رات دن ہے برابر
سحر کی نہ کچھ شام کی آرزو ہے

نہین چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ بخیہ کی خواہش نہ فکر رفو ہے

غزل ۳۴

تری ایک ترچھی نگاہ نے مرے دل سے پردہ اٹھا دیا
جو کرشمہ پیش نظر نہ تھا اُسے ایک پل مین دکھا دیا

تری بانکی ادا پہ فدا ہون مین تری شرم و حیا پہ مٹا ہون مین
یہ کرم کیا مرے حال پر مجھے اہل درد بنا دیا

مجھے اپنے دل پہ نظر نہ تھی کہین پس صدا کی خبر نہ تھی
جرس الست بربکم جو سنا نہ تھا وہ سنا دیا

تری شکل آنکھون مین بس رہی نہ ہوا رہی نہ ہوس رہی
وہ جو نقش خواب و خیال تھا مرے دلسے تونے مٹا دیا

تو ہی تو ہے میری نگاہ مین تو ہی مہر مین تو ہی ماہ مین
یہ اثر ہے تیری نگاہ مین جو عزیز کر کے سمجھا دیا

غزل ٣٤

آیا کرو ادھر بھی مری جان کبھی کبھی ۔ نکلین ہمارے دل کے بھی ارمان کبھی کبھی
آنے سے یان کے آپ کو انکار ہے اگر ۔ خط تو لکھا کرو مہ تابان کبھی کبھی
پوچھا شب وصال مین پھر آؤ گے کبھی ۔ کچھ سوچ کر یہ کہنے لگے ہان کبھی کبھی
بہروپیا بنا ہون تمھارے مین عشق مین ۔ ہندو بنا کبھی تو مسلمان کبھی کبھی

فرقت سے تیرے دل کو ہمارے نہین قرار
پوچھا کرو تو حال پریشان کبھی کبھی

غزل ٣٥

کبھی ملجائے خدا اس سے مجھے یاس نہین ۔ اے صنم پر ترے ملنے کی مجھے آس نہین
آس کہتے ہین جسے آس نہین یاس نہین ۔ یاس سے پر کسی حالت مین مجھے یاس نہین
بارہا بیٹھ کے کعبہ مین بہائی ہی شراب ۔ محتسب کیا ہی خدا کا بھی ہمین پاس نہین
خط وہ لکھتا ہی مجھے لکھنے نہین دیتے رقیب ۔ ماجرا یہ بھی کم از قصۂ قرطاس نہین

قابلِ قرب نہین بے ادبون کی صحبت
دور رہ ان سے ولا جن کو ترا پاس نہین

غزل ٣٦

آتشِ عشق وہ ہی جس مین سمندر جل جائے ۔ ایک شرر جائے جو پتھر مین تو پتھر جل جائے
تن بدن پھونک دیا ہی تپ فرقت نے مرا ۔ کیا عجب ہی جو مرے جسم سے بستر جل جائے
دوست کہتے ہین اسے ساتھ جو دے آفت مین ۔ شمع کے جلتے ہی پروانہ نہ کیونکر جل جائے
آہ کے شعلے سے میرے تری فرقت مین صنم ۔ کیا تعجب ہی جو یہ چرخ ستمگر جل جائے

ہی وہ پرکالہ آتش قد موزون ترا
دیکھیے اس سے جو تشبیہ صنوبر جل جائے

غزل ۳۷

چشم جانان اور ہی چشم غزالان اور ہی
وضع انسان اور ہی ترکیب حیوان اور ہی

گرکتان اُس نے سمجھے اِس سے جگر ہو چاک چاک
ماہ تابان اور ہی رخسار جانان اور ہی

سیر مقتل مت سمجھ گلگشت اسے نازک مزاج
باغ بستان اور ہی گنج شہیدان اور ہی

ایک یوسفؑ وان گرا تھا یان گرے دانا خلق
چاہ کنعان اور ہی چاہِ زنخدان اور ہی

برق اُس پہ ہنستی ہی روتا ہی اس پر اک جہان
ابر باران اور ہی یہ چشم گریان اور ہی

خاک جنت مین لگے گا بعد مردن دل مرا
ناز غلمان اور ہی انداز انسان اور ہی

اس مین ہی داغ فراق اس صبح اُس مین آفتاب
یہ گریبان اور ہی تیرا گریبان اور ہی

دل سے ہی کاوش اُسے تلوون سے ہے اِسکو خلش
خارِ مژگان اور ہی خار مغیلان اور ہی

جانور اُس پہ ہی عاشق اِسپہ عاشق آدمی
سرو بستان اور ہی سروِ خرامان اور ہی

ہوتے ہین خون اُسکے دیکھے سے تو اسکی ضرب سے
چشم جانان اور ہی شمشیر عریان اور ہی

گرچہ دونون خاک پر غلطان ہین لیکن فرق ہی
سنبلستان اور ہی زلف پریشان اور ہی

ناتراشیدہ ہی وہ اور یہ ہی سانچے مین ڈھلا
شاخ مرجان اور ہی دستِ حسینان اور ہی

باعثِ ایمان ہی وہ غارت گر ایمان ہی یہ
نظم قرآن اور ہی رخسار جانان اور ہی

فرق ہی شاہ و گدا مین قول شاعر ہی یہی
شیر قالین اور ہی شیر نیستان اور ہی

غزل ۳۸

دور سے آئے تھے ساقی سن کے میخانے کو ہم
بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم

کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بے خبر
کیا ترے عاشق ہوے تھے درد و غم کھانے کو ہم

ہم کو پھنسنا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد سے
بس ترستے ہی رہے ہین آب اور دانے کو ہم

طاق ابرو مین صنم کے کیا خدائی رہ گئی
اب تو پوجین گے اُسی کافر کے بتخانے کو ہم

باغ مین لگتا نہین صحرا سے گھبراتا ہی دل | اب کہان لیجا کے بیٹھین ایسے دیوانے کو ہم
کیا ہوئی تقصیر ہم سے تو بتا دے ای نظیر | تا کہ شادی مرگ سمجھین ایسے مرجانے کو ہم

غزل ۴۰

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارا مارا | جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کے جنگل مین شکار | مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا
رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا | ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نارا مارا
ہمنے پھینکی تھی کلی اُس کی طرف لالہ کی | اس نے شوخی سے ہمین پھول ہزارا مارا
عشق بازی کی جو ہین ہمنے بچھائی چوپر | پانسا گرتے ہی گویا رنگ ہمارا مارا
غیر کیا چیز ہی محفل سے اُٹھا دون پل مین | کیا بھلا کہ نہین سکتا مین تمھارا مارا
سچ ہی دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا | آپ کی روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل ۴۱

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے اپنی ہی خوش نظری کی قسم
مجھے حسن کی جلوہ گری کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم
ترے عاشق زار ہزار یہان تجھے دیکھنے آتی ہی خلق جہان
کوئی دیکھا ہی مجھسا ابھی سوختہ جان مجھے میرے ہی دیدہ وری کی قسم
نہو قاصد یار تو چین بجبین ابھی اپنا خیال ہی اور کہین
ابھی ہوش کی اپنے خبر ہی نہین مجھے عالم بے خبری کی قسم
شب وصل کی ہو گئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان
مرے دیدۂ تر ہوے شعلہ فشان مجھے اس شفق سحری کی قسم
نہ کرا تنا فکر کی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہی نہ ذوق سبو
ترے شعر سے آتی ہی خون کی بو مجھے تیری ہی بیجگری کی قسم

غزل ۴۲

عشق میں پھنسکر ترے ازبسکہ غم کھاتے ہیں ہم
کیوں خفا رہتا ہے پیارے کیا خطا ہم سے ہوئی
چھوڑ کر دونوں جہاں کو مثل مجنوں ہو گئے
ساغر دل کو مئے وحدت سے تم نے بھر دیا
عرض خادم کی یہی ہے اس کو سنتا ہے ضرور

دل لگا کر تجھسے پیارے اب تو پچھتاتے ہیں ہم
سچ بتا کیا ماجرا ہے اب تو گھبراتے ہیں ہم
اب گدا ہیں تیرے در کے تیرے کہلاتے ہیں ہم
چاہو بولو یا نہ بولو اب تو چلاتے ہیں ہم
حضرت شاہ صفی تیرے ہی کہلاتے ہیں ہم

غزل ۴۳

تمھیں کو دل میں بسا چکے ہیں نشان اپنا مٹا چکے ہیں
مزا محبت کا پا چکے ہیں تمھارے غمزے اٹھا چکے ہیں
کہیں ہے لیلی کہیں ہے مجنوں کہیں ہے عاشق کہیں ہے معشوق
یہ غور کرکے ذرا تو دیکھو ہر ایک گھٹ میں سما چکے ہیں
کہیں ہے یوسف کہیں زلیخا کہیں ہے شیریں کہیں ہے فرہاد
اسی طرح سے ہر ایک رنگ میں تماشا اپنا دکھا چکے ہیں
کہیں رشد ہیں کہیں ہیں ارشاد کہیں ہیں مرشد کہیں ہیں ہادی
یہ جتنی لفظیں ہیں سب ہیں فرضی پتا تو اس کا بتا چکے ہیں
کہیں ہیں خادم کہیں صفی ہیں کہیں ہیں مینا کہیں ہیں سارنگ
اسی سبب سے ہیں سب سے ملتے صنم ہے اپنا سو پا چکے ہیں

غزل ۴۴

عشق یہ شی ہے اسے ہر شی میں پوجا چاہیئے
ہم تو سمجھے ہیں اسی کو ہے یہ سب احمد کا نور
ہو گیا ثابت قلوب المومنین عرش خدا

ہے خدا یا روا سی میں اس کو بوجھا چاہیئے
کل شی میں ہے یہی بس اسکو سوجھا چاہیئے
ہے یہ کعبہ اور قبلہ اسکو دیکھا چاہیئے

کہگئے ہم کلمۃ الحق رمز ہین تو حید کے
ہی یہ ظاہر ہی یہ باطن اس کو سمجھا چاہیئے

ہم تو خادم ہین صفی کے عشق ہی اپنا مقام
حل ہوا مقصد مرا مطلب کو. لو جھا چاہیئے

غزل ۴۵

صنم کو کرین ہم نہان کیسے کیسے
گذرتے ہین ہم پر گمان کیسے کیسے

کبھی بوے یوسف کی آتی ہی ہم مین
ہین احمدؐ کے پاتے نشان کیسے کیسے

صنم کو سمجھتے ہین ہر ایک جگہ پر
حرم دیر مین ایک سان کیسے کیسے

صفت اپنے مرشد کیا کیا کرون مین
دکھائے ہین مجھ کو جہان کیسے کیسے

غزل اب یہ خادم نے ایسی کہی ہی
صفی جب ہوے مہربان کیسے کیسے

غزل ۴۶

زحالِ عاشق مشو تو غافل درا سے نینان بنا سے تبیان
کہ تاب ہجران ندارم ایجان لیا نہ کہون لگا سے چھتیان

چون شمع شوزان چون ذرّہ حیران ہمیشہ گریان بعشق آن مہ
نہ رات نینا نہ انگ چینا نہ آپ آوین نہ بھیجین پتیان

شبان ہجران دراز چون زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان

یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببُرد تسکین
کسے پڑی ہی جو جا سناوے ہمارے پیو کو ہماری تبیان

بحق روز وصال محشر کہ داد ما را فریب خسرو
برہ مین بیاکل تلپھ رہا ہون یا آپ آؤ یا بھیجو پتیان

غزل ۴۷

جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو
یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو

یہی ہی دل مین تمنا ہمارے اے پیارے — رہون مین پاس ترے اور کوئی قریب نہو
جُدا جو ہم کو کرے اُس صنم کے کوچے سے — الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو
علاج کیا کرون حکما تپ جُدائی ہی — سوائے وصل کے اس کا کوئی طبیب نہو
نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہی — جو حُسن اُس مین ہی ایسا کوئی عجیب نہو

غزل ۴۸

جلایا آپ ہم نے ضبط کرکے آہ سوزان کو — جگر کو سینہ کو پہلو کو دل کو جسم کو جان کو
ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم مونس سمجھتے ہین — الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمان کو
ترے اندام و روے و قد و زلف و خط سے ہی خجلت — سمن کو ارغوان کو سرو کو سنبل کو ریحان کو
جگہ کِن کِن کو دو دل مین ترے ہاتھوں سے اے قاتل — کٹاری کو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکان کو
ترے دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم مین — گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
لڑا کر آنکھ اُس سے ہم نے دشمن کر لیا اپنا — نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی — ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحنِ بستان کو
بنایا اے ظفر خالق نے کب انسان سے بہتر — ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل ۴۹

مے و ساقی ہین سب یکجا اہا ہا ہا اہو ہو ہو — عجب عالم ہی مستی کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
بہار آئی توڑا نے پھر لگے زنجیر دیوانے — ہوا شور جنون برپا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نہ دیکھا تھا جن آنکھون نے کبھی کہ اشک کا قطرا — روان ہی اُنسے اب دریا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
مرے گھر اس جہان مین ساقی و مطرب اگر ہوتے — تو کیسی میکشی کرتا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
کیا بیداد سے عاشق کو تو نے قتل اے ظالم — کوئی کرتا ہی کام ایسا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل ۵۰

تیری الفت مین ہوے جان کے خواہان کتنے — تشنۂ خون ہین مرے گبر و مسلمان کتنے

ایک ہی آئنہ وہ اور ہین حیران کتنے
پھرتے ہین زلف پریشان کے پریشان کتنے

ایک امید بھی تجھ سے نہ برآئی میری
رہ گئے دل مین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقے کا پتا اے لیلی
چھان مارے ترے مجنون نے بیابان کتنے

جس نے دیکھی تری تصویر کہا صل علے
پڑھتے صلواۃ ہین آ آ کے مسلمان کتنے

اُٹھ کے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین
لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

مصحف رُخ مین کھنچی جاتی ہی اُس کی تصویر
ایک قرآن سے لکھے جاتے ہین قرآن کتنے

کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ عاقل
یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل ۵۱

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اُسے زندگی جگ مین بھاری لگے

نہووے اُسے جگ مین ہرگز قرار
جسے یار جانی سے یاری لگے

نہ چھوڑے محبت دم مرگ تک
جسے عشق کی بیقراری لگے

ہی ہر دم مجھ اس عاشق پاک کو
پیارے تری بات پیاری لگے

اگر تو ولی کے سخن کو سُنے
رقیبون کے دل مین کٹاری لگے

غزل ۵۲

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق مین جو دھری تھی سو وہین دھری رہی

غزل ۵۳

ہمصفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہی
ہاے اِی شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہی

غمزہ کو شوق سے دل دیکے مین ایسا بھاگا	جیسے صیاد کے ہاتھون سے ہرن چھوٹے ہی
قید سے دام محبت کے تمھارے ای جان	کب تلک دیکھیے آوارہ وطن چھوٹے ہی
اب تلک تیرے شہیدون کے بن سر ہوسے	لاکھ فوارہ خون زیر کفن چھوٹے ہی
شب ہجران کی مصیبت کو لکھون کیا قدرت	تن سے ہو جان جدا جانسی تن چھوٹے ہی

غزل ۵۴

آنکھ کیون تو نے بھلا ہم سے ملائی پیارے	بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے
دوستی میرے تیرے یار نبھادے اللہ	گرچہ بدنامی زمانے مین اٹھائی پیارے
خانہ دل مین مرے بھڑکے گی اب آتش عشق	شکل تو نے جو نہین اپنی دکھائی پیارے
مین سوا تیرے کسی کو بھی نہ دیکھون ہرگز	سامنے اپنے ہو گر ساری خدائی پیارے
دل سے دل آنکھون سے آنکھون کو ملا کر تجھسے	کسکو خوش آتی ہو اب تیری جدائی پیارے
ہفت اقلیم کی شاہی نہین خوش آتی ہی	خوشنما ہی ترے کوچے کی گدائی پیارے
چین و آرام نہین عقل گئی ہوش گیا	دل کو عاشق کے نظر جب سے لگائی پیارے

غزل ۵۵

کھلین گے شکوون کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمھارے
تو کیا کیا گذرے گی آہ دل پر ادھر ہمارے ادھر تمھارے
لڑو نہ مجھ سے ای میرے دلبر یہ بات جانے دو مانو کہنا
نہین تو مذکور ہونگے گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمھارے
ہمارے دل مین ہی داغ حسرت تمھارے منھ پر ہی داغ چیچک
یہ دونون چمکین گے مثل اختر ادھر ہمارے ادھر تمھارے
تمھین اب اپنی قسم ہی پیارے ملو تو ایسا ملو کہ جس مین
غم جدائی نہ آئے دل پر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

ملون مین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونون طرف ہی خواہش
پھرے ہین جاسوس یان تو گھر مگر ادھر ہمارے اُدھر تمھارے
ستم کا کیا تم جواب دوگے بھلا جو پوچھے گا تم سے خالق
وہ ہوگا منصف بروز محشر ادھر ہمارے اُدھر تمھارے
شراب ہی یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہی اسکو عالم
کہین نشہ مین کھلین نہ جوہر ادِھر ہمارے اُدھر تمھارے

غزل ۵۶

کس کو دکھلاؤن آبلے دل کے	زخم تازے ہوے ہین چھل چھل کے
اس کی نیرنگی پر فدا ہون مین	گل بنائے ہین جسنے اِس گل کے
زلف ناگن نے آپ کی صاحب	دل لیا ہی ہمارا ہِل ہِل کے
ہوا تجھ بن یہ باغ کا احوال	پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے
اس خطا اپنی کی کرین توبہ	رنج کھینچے ہین تم سے مِل مِل کے

غزل ۵۷

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آلے ہوے	پھر مرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوے
کسطرح چھوڑون یکایک تیری زلفون کا خیال	ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوے
واہ کیا تاثیر ہی رخسار آتش ناک کی	شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے	آگے آگے جابے مشعل آتشین نالے ہوے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے	اب تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوے

غزل ۵۸

اندنون جوش جنون ہی ترے دیوانے کو	لوگ ہر سو سے چلے آتے ہین سمجھانے کو
منع کرتا ہی مجھے یار کے گھر جانے کو	ناصحا آگ لگے اِس ترے سمجھانے کو

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو
یہ غذا ملتی ہی جانان ترے دیوانے کو

پاس وعدے کا بھی ای یار نہ آیا تجکو
روز کہہ جاتے ہو گھر پر مرے آجانے کو

شہر مین اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی
کوئی پتھر سے نہ مارے مرے دیوانے کو

اسقدر ظلم کیا مر گیا شیدا تیرا
لاش عاشق کی لیے جاتے ہین دفنانے کو

ساقیا مجھ سے نہ کرنا کبھی پیمان شکنی
توڑ ڈالون گا ترے شیشہ و پیمانے کو

خون دل ہو کے بہا اشکون سے میرے دریا
منتظر جان ہی اب تن سے نکل جانے کو

کچھ بھی ہی عاشق بیدل کی تجھے اپنے خبر
آتا ہی پیک اجل اب اسے لیجانے کو

دیر سے بیٹھا تری تاک مین ساقی ناظر
منھ سے اک دم تو لگا دے مرے پیمانے کو

غزل ۵۹

ہم اپنا حال اُن کو دکھانے چلے گئے
لیکن وہ ہم سے آنکھ چرانے چلے گئے

دم بھر مرے تڑپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر
دو ہاتھ تیغ کے لگانے چلے گئے

کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابوت دیکھکر
ہم بھی کفن سے منھ کو چھپانے چلے گئے

اتنا اٹھائے ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی
تربت پہ صرف پھول چڑھانے چلے گئے

آئے تھے اُس سے کہکے نہ آئینگے اب کبھی
لو آج پھر بغیر بُلائے چلے گئے

ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم
آنسو مثال ابر بہانے چلے گئے

برخاستہ دلون سے نہین دل لگی ضرور
بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے

ای رند وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ
آنکھین چُرا کے اپنے پرائے چلے گئے

غزل ۶۰

کسی سے دل کو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
سزا محبت کی پا چکے ہین غضب کے صدمے اُٹھا چکے ہین
کہو یہ حورون سے جائین باہر جو لیکے آئی ہین جام کوثر

نہین ہون پیاسا کہ آب خنجر ابھی مجھکو پلا چکے ہین ؛

کسی نے اُس کا پتا نہ پایا گیا جو کوئی سو پھر نہ آیا
کوئی کچھ اُس کی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

پہن کے آؤ لباس زرین کیا ہی ساماں ہے تزئین
کہ کمرے کمرے مین جائے قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکے ہین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کب ہی یہ تاب و طاقت
ہمین اٹھائین گے بار الفت کہ ناز تیرے اٹھا چکے ہین

بس اب خرابی ہی ملک دل کی نہین ہی شبخون مین دیر کچھ بھی
لگا کے دانتون مین اپنے مسی وہ لب پہ لالی جما چکے ہین

یقین ہی آتی ہو اب سواری ضرور لے گا خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری وہان وہ مہندی لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون اُن سے دیکھو عبث دیے داغ میرے دلکو
تو وہ ہین کہتے چراغ ہمتو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

نہین ہی بیوجہ عشق بازی رسا ہی نقد یہ واسطے کی
جو لب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اُس کو صورت دکھا چکے ہین

غزل ۶۱

کھنچے ہین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے
پھرتے ہین اُنہین غیر اُبھارے کئی دن سے

جلوے نہین دیکھے جو تمہارے کئی دن سے
اندھیر ہی نزدیک ہمارے کئی دن سے

عشاق سے ہی کوچہ معشوق مین میلا
رستہ ہی نہین بھیڑ کے مارے کئی دن سے

ہم جان گئے آنکھ ملاؤ نہ ملاؤ
بگڑے ہوئے تیور ہین تمہارے کئی دن سے

آخر مری آہون نے اثر اپنا دکھایا
گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے

کس کشتۂ کاکل کا رکھا سوگ مری جان — گیسو نہین کیون تمنے سنوارے کئی دن سے
کس چاک گریبان کا کیا آپ نے ماتم — کپڑے نہین تمنے جو اتارے کئی دن سے
دیوانہ بھی سودائی بھی فرماتے ہین اکثر — ان ناموں سے جاتے ہین پکارے کئی دن سے
دل پھنس گیا ہی آپکی زلفون مین ہمارا — ہین بندۂ بے دام تمھارے کئی دن سے
پامال کروگے کسی وارفتہ کو اپنے — اٹکھیلیان ہین چال مین پیارے کئی دن سے
ڈر سے تری کاکل کے نہین چلتے ہین رستے — دم بند ہین اس سانپکے مارے کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اس بت کافر سے ہی بگڑی — ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

غزل ۶۲

ہم درد و الم رقت مین ہین میری کہانی سے — ترقی جس طرح ماتم کو ہووے نوحہ خوانی سے
دہن کے کشتوں کو زندہ کیا جان بخشی لب نے — حد ملک عدم ملحق ہی ملک جاودانی سے
وہ رخ ہی آفتاب اور ابر ہی یہ چشم تر زندو — ہوا بدلی بجھر و ساغر شراب ارغوانی سے
خدا حافظ ہی ای تحریک زلف و جنبش ابرو — بلاے آسمانی سے قضاے ناگہانی سے
جگر کا سوز گریہ سے بڑھا یہ ماجرا کیسا — جہان مین آگ کو بجھتے ہوے دیکھا ہی پانی سے
یہ گیسوے بتان ہند کا کشتہ ہی ای یارو — بقا کو غسل دو ظلمات کے چشمہ کے پانی سے

غزل ۶۳

طاقت نہ صبر کی ہی نہ دل اختیار مین — یارب کوئی بشر نہ پڑے انتشار مین
رونق چمن کی سبزہ و گل سے کبھی نہو — بلبل کا ہو نہ شور نہ لالہ زار مین
ای گل تری تلاش مین مجھ زار کی طرح — باد صبا نے خاک اڑائی بہار مین
گالی نہ پہنچی یہ ڈوپٹہ ہی ای پری — یا کھل رہا ہی تختۂ سوسن کنار مین
واحد پس فنا بھی نہین داغ دل عیان — روشن ہی اک چراغ تمنا مزار مین

غزل ۶۴

جو تجھ سے دیدۂ دل اپنا روبرو کرتے
تو عمر بھر نہ کبھی تجھ سے آرزو کرتے

نہ آیا رحم ترے دل مین او بت کافر
تمام عمر کٹی تجھ سے آرزو کرتے

خیال ہجر صنم اپنے دل مین گر ہوتا
دعائین وصل کی ہر گز نہ ہم کبھو کرتے

صبا نہ لائی مگر بوے گیسو جانان
کہ ہم دماغ دل و جان کو مشکبو کرتے

شب وصال مین گردون نے یہ ندی فرصت
کہ شرح حال دل زار مو بمو کرتے

جو رحم یار کو آتا ذرا بھی عاشق پر
تو حشر تک تری منت نہ ای عدو کرتے

غزل ۶۵

دلون مین کینے سننے سے عداوت آ ہی جاتی ہی
صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آ ہی جاتی ہی

دل رنجیدہ کہتا ہی نہ بولون یار سے لیکن
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آ ہی جاتی ہی

کہا سو بار لیلون اس سے بدلہ اس عداوت کا
مگر مجبور ہون دل مین محبت آ ہی جاتی ہی

نہین موقوف سن پر دیکھکر صورت حسینون کی
جوان و پیر دونون کی طبیعت آ ہی جاتی ہی

جب ان کو دیکھتے ہین غیر سے ہم بولتے ہنستے
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آ ہی جاتی ہی

شب وصلت کا جب مین چھیڑتا ہون تذکرہ کچھ بھی
چرا لیتے ہین آنکھین انکو غیرت آ ہی جاتی ہی

سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آ ہی جاتی ہی

ہر اک ساعت کی صحبت مین نبھے گی دوستی کیونکر
کدورت ہوتے ہوتے دل مین نفرت آ ہی جاتی ہی

برابر دوستی نبھتے کہین دیکھی نہ دنیا مین
کسی ڈھب سے کہین رنجش کی نوبت آ ہی جاتی ہی

کسی کی تاب و طاقت کیا جو بچ جائے محبت سے
اگر آنے کو ہوتی ہی تو شامت آ ہی جاتی ہی

چھپانے سے نہین چھپتا ہی ریحان نشۂ الفت
ضرور آنکھون مین کچھ اس مے کی نکہت آ ہی جاتی ہی

غزل ۶۶

ہم چشم و گل پہ یار کے جس دم نگاہ کی
شیشے نے رو دیا لب ساغر نے آہ کی

برشش غضب کی ہی تری تیغ نگاہ کی
جس کے لگی نہ اُسنے کبھی اُٹھ کے آہ کی

الفت مین تیری ہاے ہمارا ہوا یہ حال
لیکن نہ تونے حیف کرم کی نگاہ کی

ہم تم پہ جان دین تمھین غیرون کا پاس ہو
ہوتی ہی کیا یہی اچی صورت نباہ کی

کہتے ہین دیکھ دیکھ کے میرا وہ رنگ زرد
اس شکل پر حضور کو خواہش ہی چاہ کی

غزل ۶۷

نشان پاوے وہی جو بے نشان ہو
پتا اُس کا کسی سے کب بیان ہو

مبرّا وہ تو ہی کون و مکان سے
مکان اس کا کہان جو لامکان ہو

کوئی جاگہ نہین ہی اس سے خالی
زمین ہو عرش ہو یا آسمان ہو

سوا اس کے نہین کوئی جہان مین
تلاش اُسکی کرو یار و جہان ہو

غنیمت ہی ملاقات آج اُس کی
خدا معلوم پھر کب ہو کہان ہو

ٹھکانا اُس کا مین کیونکر بتاؤن
خدا جانے وہ ہرجائی کہان ہو

تراب اُستاد سے معلوم کر لو
طریق معرفت گر قدر دان ہو

غزل ۶۸

دل دے کے ہی ہر شخص طلبگار تمھارا
کیا حسن ہی کیا گرم ہی بازار تمھارا

کیا عام ہی لطف و کرم ای یار تمھارا
دم بھرتا ہی ہر کافر و دیندار تمھارا

ہنگامہ محشر ہی کہ عشاق کا مجمع
کیا نام خدا گرم ہی بازار تمھارا

اس ترک کی الفت تھی ارے موت کا پیغام
دو روز بھی جینا ہوا دشوار تمھارا

پڑتی ہی جگر پر مرے تلوار پہ تلوار
یاد آتا ہی جب ابروے خمدار تمھارا

کسکی تمھین یاد آئی علیم جگر افگار
مضطر نظر آتا ہی دل زار تمھارا

غزل ۶۹

حیف تسکین نہین کوئی دلانے والے
ہان بہت سے ہین مگر آگ لگانے والے

آتش ہجر کو اے شمع شبستان جمال
کون ہین تیرے سوا اور بجھانے والے

آپ کا دھیان رہا کرتا ہے ہر دم مجھ کو
آپ کی یاد نہین ہم ہین بھلانے والے

نامۂ شوق لکھا ہے اسے لیتے جانا
اے مرے کوچۂ دلدار کے جانے والے

کوئی ہمدم تو نہین اور بہت ہین اے جان
قصۂ غم کے مرے یاد دلانے والے

بخت برگشتہ ہوا حیف ہمارا ایسا
ہو گئے اپنے عدو لوگ زمانے والے

پیاس کا مجھ کو قیامت مین بھلا خوف ہو کیا
جبکہ مولا ہین علی جام پلانے والے

ایک پرچہ بھی کبھی آپ نہین لکھتے ہین
باوجودیکہ بہت لوگ ہین آنے والے

ایسی باتون سے تمھین کیا بھلا حاصل ہوگا
دل صد چاک کے اے میرے جلانے والے

مصحف رخ کی تلاوت مین کیا کرتا ہون
کیا مجھے خاک پڑھائینگے پڑھانے والے

خواب راحت سے جگا دیتے ہین ناحق مجھکو
میرے دشمن ہین یہ گھڑیال بجانے والے

اے خدا تیرا کرم چاہیے پھر کیا غم ہے
لاکھ دشمن ہون اگر میرے زمانے والے

شعر کی اپنے خرابی کا نکر حفیظ خیال
صحیح سے ہین ترے استاد بنانے والے

غزل ۷۰

حقیقت ہجر کی اودھو ذرا تم جاکے سمجھانا
مناسب ہے دم آخر ذرا تشریف لے آنا

خفا ہو ہو نکل جاتی ہے تن سے روح یان ہر دم
نہ خوش آتا ہے ہجر ہمکو نہ برنداین نہ برسانا

وہ بھولے صحبتین اگلی خفا اب ہم سے ہو بیٹھے
یہی ہے شرط الفت کی یہی ہے طرز یارانا

اک عالم بیخودی کا دلپہ ہو جاتا ہے رقت سے
وہ یاد آتی ہے جب مجھکو صدا بنسی کی مستانا

لگا کر خط کو چھاتی سے وہ بولین گوپیان رو رو
لکھا ہے شیام نے اودھو یہ اپنے ہاتھ پروانا

لبون پر جان آئی ہے تمھاری انتظاری مین
بوقت الوداع لازم تمھین صورت دکھا جانا

یہی ہے عرض شاہ دوارکا سے اب مری حقیر
نہ کیجو اپنی خدمت سے مجھے محروم بیگانا

غزل ۷۱

کہو بلبل سے لیجائے چمن سے آشیان اپنا ۔ پڑھے گر صد ہزار افسون نہو گا باغبان اپنا
اٹھا کر لیچلی بلبل چمن سے آشیان اپنا ۔ کہا گل سے کہ اے بیوفا ہے مکان اپنا
ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے ای قسمت ۔ لکھا تھا یون کہ فصلِ گل مین چھوٹے خانمان اپنا
ارے صیاد تو چاہے تو جی و جان سے حاضر ہون ۔ ولیکن طوق قمری کی طرح کر دے نشان اپنا
میرا جلتا ہی جی اُس بلبل بیکس کی غربت پر ۔ کہ گل کے آسرے پر یون لُٹا یا خانمان اپنا
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا ۔ چمن مین کس بھروسے پر بنایا خانمان اپنا
یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کٹتی ۔ اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا
الم کر اس طرح روئی کہ رسوا ہوگئی بلبل ۔ ڈبو یا ہائے آنکھون نے تمامی خانمان اپنا
یہی ہی قول سچا اب علی گوہر پیارے کا ۔ تکر برباد دنیا کو جو چھوٹے خانمان اپنا

غزل ۲

وہ صنم دلدار ہم سے بیوفا ہونے لگا ۔ شکل میری دیکھکر جو رو جفا ہونے لگا
غم جدائی سے تری اب دل کو بھی سودا ہوا ۔ بس تمہاری دوستی مین یہ نفعا ہونے لگا
کر رقیبون سے محبت کیون جلاتے ہو ہمین ۔ ظلم یہ ظالم ترا اکی دفعا ہونے لگا
تیر مژگان کے چلا کر بیگنہ مارا ہمین ۔ اب نشانہ کیا ترا ہم پر صفا ہونے لگا
آرزو کچھ بن نہ آئی آستانے پر بھلا ۔ رحم کرنے کی جگہ اُلٹا خفا ہونے لگا

غزل ۳

اے دل کہین نجائیو زنہار دیکھنا ۔ اپنے ہی بیچ یار کا دیدار دیکھنا
خوبان اس جہان کا تماشا جو تو کرے ۔ آئینہ وار طلعت دیدار دیکھنا
نیرنگیون سے یار کے حیران ہو جیو ۔ ہر رنگ مین اُسی کو نمودار دیکھنا
گر نقد جان طلب کرے وہ شوخ دلربا ۔ انکار وان نہ کیجیو زنہار دیکھنا
ہرگز دوا نہ کیجیو اس غم کی ای نیاز ۔ سب راحتون سے اسکو نمودار دیکھنا

غزل ۷۴

بچھڑے سے سوا ہی دل دیوانہ ہمارا
تربت میں ہلائے نہ کوئی شانہ ہمارا

دم آنکھوں میں اٹکا ہی ذرا شکل دکھادو
جلد آؤ کہ لبریز ہی پیمانہ ہمارا

الفت کے یہ معنے ہیں اسے نیند نہ آئی
جب تک نہ سنا یار نے افسانہ ہمارا

بھولے سے بھی صاحب کبھی تشریف نہ لائے
ہاں آپ کے قابل نہیں کاشانہ ہمارا

سایہ کے لیے ابر سیہ جھوم کے آیا
جب قصد ہوا جانب میخانہ ہمارا

صدقے ترے اکبار سر بزم یہ کہدے
ہم شمع ہیں اور قدر ہی پروانہ ہمارا

غزل ۷۵

نہ ہرگز درد دل سے میں کراہا
غرض پوشیدہ الفت کو نباہا

محبت کے یہ معنی ہیں کہ میں نے
وہی چاہا کہ جو کچھ تو نے چاہا

فقیروں سے نہ پوچھو لذت عشق
اہاہا ہاہا اہاہا ہاہا اہاہا

صرفت العمر فی لہو و لعب
فآہا ثم آہا ثم آہا

ظفر کو باز رکھ اعمال بد سے
خطا بخشا کرم گار الٰہا

غزل ۷۶

آج دعوے اسکی یکتائی کا باطل ہوگیا
بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہوگیا

ایک دل لیکر دیئے قاتل نے مجھکو لاکھ دل
جو لگا پیکان مرے پہلو میں وہ دل ہوگیا

کیوں نہ اب عالم ہو اسکا تختۂ مشق ستم
وقت بسم اللہ معلم جس کا بسمل ہوگیا

کچھ بھی حاصل باکمالوں کو نہیں ہے جز زوال
نور نقصان ہوا جب ماہ کامل ہوگیا

مصحف رخسار جاناں میں نہیں ہے ایک خال
نقطۂ قرآں بھی دنیا میں یہ نازل ہوگیا

صبح ہوتے کچھ نظر آیا نہ غیر از آفتاب
کون کون اک رات کو یاں شمع محفل ہوگیا

غزل ۷۷

سیکڑون ہی کشتۂ رفتار جانان ہو گئے
پانون رکھا جس جگہ گنج شہیدان ہو گئے

آنکھ جن کی پڑ گئی صورت پہ حیران ہو گئے
سایۂ گیسو مین جو آئے پریشان ہو گئے

تو نے اد ناوک فگن جس سمت دم بھر کی نگاہ
پار دل کے سیکڑون ہی تیر مژگان ہو گئے

استخوان ہم تیرہ بختون کے بسے ایسے کہ بس
توتیاے دیدۂ گور غریبان ہو گئے

وہ گل خوبی نہ جب اس باغ عالم مین ملا
سامنے آنکھون کے سب گلشن بیابان ہو گئے

لاکھ چاہا پر نہ دکھلائی دیا ان کا جمال
وہ بصارت کی طرح آنکھون سے پنہان ہو گئے

یاد وحشت مین جو اے آباد آئی زلف کی
داغ جتنے تھے ہمارے مشک افشان ہو گئے

غزل ۷۸

ادا سے دیکھ کر آنکھین چرانا
قیامت پر قیامت مسکرانا

ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا
بلانے سے یہان گاہے نہ آنا

یہی حسرت رہی دل مین مری جان
کبھی تو نے کہا میرا نہ مانا

ڈرا کر آہ سے ہم دل جلون کی
کسی کا خوب ہے اے جان ستانا

رہا کب ہے بھلا اے شمع محفل
مجھے پروانہ سان ہر شب جلانا

نصیحت مان لے کھینچیگا تکلیف
رضا بہتر نہین دل کا لگانا

غزل ۷۹

کیون ملا ظالم سے جا دل ہائے دل افسوس دل
کھینچتا ہے کیا جفا دل ہائے دل افسوس دل

جس نے عالم کو کیا ہے قتل بیرے دیکھئے
اُس ستمگر سے ملا دل ہائے دل افسوس دل

کس پری رو نے چھپایا دل مرا ملتا نہین
ڈھونڈتا ہون کیا ہوا دل ہائے دل افسوس دل

ہے پتا ملتا نہین کہ وہ ظالم نپٹ بیرحم ہے
کیون ہوا تھا مبتلا دل ہائے دل افسوس دل

دیکھکر ان ماہ رویون کو ہوا مجھ سے جدا
کسطرح سے رم گیا دل ہائے دل افسوس دل

کس سے جا پوچھون کہان ڈھونڈھون نشان ملتا نہین
کیا ہوا تابان مرا دل ہائے دل افسوس دل

غزل ۸۰

دکھلائے داغ دل نے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہی بیابان نئے نئے

جور بتان سے مجھکو الٰہی بچائیو
پیدا ہوے ہین جان کے خواہان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیسری راہ پر
کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

مین اتبوا ہی جنون ترے ہاتھون سے تنگ ہون
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

کس طرح ہو گذر در جانان پہ اے نیاز
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل ۸۱

مرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے
اب میرے دل زار کی ای یار خبر لے

ای باد صبا تو ہی یہ اُس شوخ سے کہنا
مرتا ہی کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ بچاوے مجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی ترس کھا کے مرے یار خبر لے

کس طرح بھلایا ہی مجھے پیارے اب کی بار
مرتا ہی ترا طالب دیدار خبر لے

کوچے مین ترے آنے کی طاقت ہی نہین یار
مرتا ہون پڑا بر سر بازار خبر لے

یہ حال مرا دیکھ کے کہتے ہین معالج
بچتا ہی کہین عشق کا بیمار خبر لے

الفت مین تری نازنین بدنام ہوا ہون
بسمل ہی بہت اب یہ دل زار خبر لے

غزل ۸۲

عشق کیا شی ہی کسی کامل سے پوچھا چاہیے
کس طرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزا ہی قتل ہو پیارے کے ہاتھ
اس کی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہیے

جس نے اس کا زخم کھایا ہو اُسے معلوم ہو
تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہیے

اُن سے ملنے کی کوئی تدبیر اب بنتی نہین
طرح ملنے کی کسی واصل سے پوچھا چاہیے

آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین
کیا گذرتی ہوگی تاباں دل سے پوچھا چاہیے

غزل ۸۳

دل کو پالا تھا بہت ہم نے خبرداری سے
نازبرداری سے ہشیاری سے غمخواری سے

حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
جان کے بوجھ کے پہچان کے ہشیاری سے

ہم پہ باطن مین جفا غیرون پہ ظاہر مین جفا
یہ تو امید نتھی شرط وفاداری سے

ناز و خط زلف و ادا چشم و مژہ اور ابرو
سب کے سب دشمن قاتل ہین مرے یاری سے

سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلھار
نیند آتی ہی شب ہجر کی بیماری سے

غزل ۸۴

کیا بلا ہی میرے صاحب آشنائی آپ کی
مار ڈالے گی غرض ہم کو رکھائی آپ کی

کس بھروسے پر رکھے کمتے کوئی چشم وفا
خلق مین مشہور رہے گی بے وفائی آپ کی

بر سر مجلس پھرا لیتے ہو کس لیئے منھ صنم
ایسی کیا صادر ہوئی ہم سے برائی آپ کی

بات کرنا ہم سے اور آنکھین لڑانا غیر سے
دیکھ لی لبس واہ مشفق پارسائی آپ کی

کیا عداوت ہی مری جان تم کو وحشت سے کہو
اب تلک ہم نے تو کچھ مرضی نہ پائی آپ کی

غزل ۸۵

تمنا سیر گلشن کی مجھے صیاد باقی ہی
مگر قید قفس ظالم ہمین فریاد باقی ہی

لہو دامن سے گر دھویا تو کیا لیکن قیامت تک
ہمارا خون تری گردن پہ ای جلاد باقی ہی

جو دیکھا باغ مین جا کر نہ گل ہی اور نہ غنچہ ہی
چمن مین بلبلون کی ہر طرف فریاد باقی ہی

نہ لہو ہی جگر مین اور نہ آنسو آنکھ مین میری
مگر خون محبت دل مین ای صیاد باقی ہی

نقاب عنبرین منھ سے اٹھاو اپنے اے پیارے
کہ تیرے دید کی ہم کو مبارکباد باقی ہی

غزل ۸۶

مرا جاتا ہون ترے ہجر کے مارے آرے
مرے جانی مرے دلبر مرے پیارے آ رے

آرہ گر سر پہ چلا میرے تو کیا ہین لیکن
شوق مین تیرے کیے جاؤنگا آرے آرے

مدتین ہو چکین پھرتے ہوے اغیارون مین
ایک دن رات کو مہمان ہمارے آ رے

یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا پرنور
بیٹھا گنتا ہون فلک پر کے ستارے آرے

نور مہتاب ہوا ازبسکہ جدائی سے تری
رشک خورشید مرے ماہ کے پیارے آرے

غزل ۸۷

حُسن ہی چندے صنم آخر خزان ہوجائیگا
آج ہنس لے بول لے آخر کو پھر پچھتائیگا

دولتِ جوبن جو تونے ایک پائی ہی صنم
یہ مسافر ہی سرا کا پاس نہ رہ جائیگا

ایک بوسہ ہم نے مانگا رات بھر تم سے اجی
جب کہا یہ ہی کہا ٹھہرو کوئی آ جائیگا

چاند سا مکھڑا جو تیرا دیکھ لیگا او صنم
جان اُس کی جائیگی جو دام مین پھنس جائیگا

تیر مژگان کے نہ مارو بانکی چتون سے مجھے
دل چھدا ہی دیکھ لے اندر جگر چھد جائیگا

زلفِ پیچان کے ترے ہین سیکڑون مارے پڑے
تیغ ابرو سے بھلا کیونکر گلا کٹوائے گا

باغ مین ننگے نہ بیٹھو تم صنم مہتاب ہو
چاندنی پڑ جائیگی میلا بدن ہوجائیگا

آبداری کیا ہی تیرے گوہر دندان پہ
دیکھ لیگا گر صنم ہیرا زہر کھا جائیگا

دیکھ کر چین جبین زہرہ بھی بس روپوش ہو
مت اُدھر کو دیکھنا خورشید بھی چھپ جائیگا

پان کی لالی ترے ہونٹھون پہ کرتی ہی ستم
اِس لبِ رنگین سے لعلِ یمن شرمائیگا

جب گلے ملنے کا تیرے دھیان آویگا مجھے
اِس دلِ مضطر کو بس تڑپائیگا ترسائیگا

سخت گوئی چھوڑ دیتے ہین تو ہون عاشق سقیم
گالیان دینے مین تجکو کیا مزا مل جائیگا

عشق صادق خوب نبھایون کہین مرضا العلی
اِن بتون مین ڈھونڈلے تجھکو خدا مل جائیگا

غزل ۸۸

نہ چھیڑو ہمین دل دکھائے ہوتے ہین
جُدائی کے صدمے اُٹھائے ہوے ہین

سنبھالے سے پیارے سنبھلتا نہین دل
کڑی عشق کی چوٹ کھائے ہوے ہین

نہ دے اِس قدر قہر تکلیف ہمکو
ترے گھر مین مہمان آئے ہوے ہین

دم ذبح کس طرح تڑپون بھلا مین
وہ زانو سے سینہ دبائے ہوے ہین

مزار شہیدان پہ قاتل یہ بولا
یہ سب گھر ہمارے بسائے ہوئے ہین

گلہ بخت سے ہی نہ شکوہ فلک سے
دل غمزدہ کے ستائے ہوئے ہین

یہ کیون خوف مجھکو ہر اک بات کا ہی
مدد کو علی تیری آئے ہوئے ہین

غزل ۸۹

حیران ہون ایک دل کو لگاؤن کہان کہان
اس ناتوان کو لیکے مین جاؤن کہان کہان

ایسی لگی ہی یار کہ بجھنے کی اب نہین
یہ آگ عشق کی ہین بجھاؤن کہان کہان

ہرجائی ہی وہ اس کو بھلا پوچھتے ہو کیا
جو لامکان ہو اس کو بتاؤن کہان کہان

دنیا و عاقبت کا مجھے خوف کچھ نہین
بگڑی ہی ہر جگہ مین بناؤن کہان کہان

وارث یہ زلف کس طرح زنجیر ہو گئی
اب جان و دل پھنسا ہی چھڑاؤن کہان کہان

غزل ۹۰

نہ سمجھے تھے ہم یہ ستم کیجیے گا
بڑھا کر محبت کو کم کیجیے گا

حسینون پہ لاکھون ہی مرتے ہین صاحب
نہ اس کا ذرا بھی غم کیجیے گا

بہت یاد آئین گی میری وفائین
کسی اور پر جب ستم کیجیے گا

نہ چھوٹ جائیگی یار پیرونکی مہندی
جو تکلیف اک دو قدم کیجیے گا

سپر کر دیا ہے سینہ ہی پیارے
سو دیکھین کہان تک ستم کیجیے گا

غزل ۹۱

نہین عرصہ چلے جانا بس اتنی دیر دم لیلو
نکل جانے دو دم تن سے جو روکین پھر تم لیلو

تمھارے ساتھیون مین ہون بچھڑ کر قافلے والو
بڑھے جاؤ نہ یون آگے سہے جاتے ہین ہم لیلو

چلے جانا چلے جانا نہ روکین گے نہ روکین گے
گھڑی بھر تو ذرا ٹھہرو ابھی آتے ہو دم لیلو

لحد تک اپنی اے یارو یہین ہاتھون ہاتھ جانچون
جنازہ دوش پہ میرا جو تم دو دو قدم لیلو

دل اپنا بیچتا ہون اے حسینو ایک بوسے پر
نہین لینا ہو گر لیلو بہت قیمت ہی کم لیلو

غزل ۹۲

مجھے پیل اسی جا پر جہان بیدرد جانی ہی
ارے پھر کیا بھروسا ہی یہ دو دن کی جوانی ہی

پڑا بیکل نہین ہی کل کسی کروٹ کسی پہلو
بنا اُس جانی کے جینا وبال زندگانی ہی

تپ دوری سے کیسا آبلہ دل کا چمکتا ہی
مرے سینہ مین روشن ہو رہا خورشید ثانی ہی

تڑپنا آہ بھرنا رات دن کھانا نہ پینا ہی
اسے تکلیف مت سمجھو یہ فرقت کی نشانی ہی

مثل اُسکے منوہر دوسرا جگ مین نہین دیکھا
یقین ہی ہم کو اس مین صاف نور حق نہانی ہی

غزل ۹۳

دیکھ ہر رنگ مین ہر نور مین جلوا اُسکا
ہر تماشے مین ہی در پردہ تماشا اُسکا

غیر کو چاہیگا کب چاہنے والا اُسکا
ہوگا بھولے سے طلبگار نہ اسکا اُسکا

غافلو دیدۂ دل وا ہو تو آجائے نظر
سیر مین سیر تماشے مین تماشا اُسکا

بند آنکھون کو کرے دل مین دکھائی دیگا
طور پر جائے نہ مشتاق تجلی اُس کا

دل زمانہ سے اٹھا یار کو پہلو مین بٹھا
بند کر آنکھ تو پھر دیکھ تماشا اُس کا

بزم عالم مین ہی سب دم سے اُسیکے رونق
چمن دہر مین یہ رنگ ہی سارا اُسکا

دل مرا دیدہ مرا سینۂ پُر داغ مرا
بلبل اُسکا ہی چمن اُسکا ہی دریا اُسکا

آج کل سے نہین عشق ازلی رکھتے ہین
ساتھ ہم سر کے یہان لائے ہین سودا اُسکا

نطق اپنی یہ تمنا ہی پس از مرگ مری
قبر مین کام کرے شمع کا جلوا اُس کا

غزل ۹۴

ربط غیرون سے بڑھا اب ہم سے کم ہو جائیگا
آنا جانا کیا ہی وعدہ بھی قسم ہو جائیگا

گرم ہوگا جب جوانی مین ترا بازار حسن
ایک بوسہ رُخ کا لاکھون کی رقم ہو جائیگا

دلربائی کی چلیگا چال جب تو ناز سے
نقش تسخیر اے صنم نقش قدم ہو جائیگا

یہ حلاوت بخش ہی آب دم شمشیر یار
کھل کے لب زخم جگر کا پھر بہم ہو جائیگا

اپنا کھوٹا پن اگر تقدیر دکھلائیگی نطق ۔۔۔ فلس ماہی ہاتھ مین اگر درم ہو جائیگا

غزل ۹۵

اب قتل گہ مین کوئی تڑپتا نہین ہا ۔۔۔ گھر ٹھنڈے ٹھنڈے چلیے تماشا نہین ہا
محشر کا دن ہی وعدۂ فردا نہین ہا ۔۔۔ اب منھ دکھائیے کوئی حیلا نہین ہا
کس وقت آئے صدمہ سے آنسو نکلتے ہین ۔۔۔ کب ٹھیس سے یہ جام چھلکتا نہین ہا
پہلی نگاہ شوخ مین دل ہاتھ سے گیا ۔۔۔ پھر دوسری نظر مین کلیجا نہین ہا
نالے بہت کیے نہ اُسے کچھ خبر ہوئی ۔۔۔ اب آہ پر بھی آہ بھروسا نہین ہا
اس بات پر مین مرتا ہون روکر کہینگے وہ ۔۔۔ ہی ہی ہمارا چاہنے والا نہین ہا
مسجد مین وصل بت کے لیے نالہ زاریان ۔۔۔ اے نطق تمکو خوفِ خدا کیا نہین ہا

غزل ۹۶

اے ستمگار تجھے عذر ستم کیا ہوگا ۔۔۔ جب لب زخم جگر حشر کو گویا ہوگا
جاؤ لیجاؤ ہمین دل کا کچھ افسوس نہین ۔۔۔ جب ہمارا نہ ہوا کب وہ تمھارا ہوگا
تم بھی چاہو گے تو بُجھ جائیگی الفت ہمسے ۔۔۔ ورنہ اک اپنے لیے مشفق من کیا ہوگا
کون جھیلیگا ستم کون سہیگا بیداد ۔۔۔ ناز ہی جب نہ اُٹھے تجھ سے دلا کیا ہوگا
موت دم دیکھیے تیرے کوچے مین لائی ہوگی ۔۔۔ آپ سے کوئی بھی مرنے کو نہ آیا ہوگا
مار رکھین نہ مجھے غمزون سے تو کچھ وہ نہین ۔۔۔ نطق وہ جانتے ہین نام قضا کا ہوگا

غزل ۹۷

مقدر سے نہ کوئی شکل وصل دلربا نکلی ۔۔۔ بھروسا آہ پر تھا آہ وہ بھی نارسا نکلی
غضب ہی الفتِ خالِ لب جان بخش نے مارا ۔۔۔ ہمارے حق مین لب کی گانٹھ یہ جب شفا نکلی
شب وصلِ صنم ہی کان زاہد کھولے دیتا ہون ۔۔۔ دبا دونگا گلا آواز گر منھ سے ذرا نکلی
بقا اُس کے لئے ہی جو فنا ہو ذاتِ مطلق مین ۔۔۔ حباب بحر جب ٹوٹا تو اُس سے یہ صدا نکلی

خزان نے لالہ وگل کو ملایا ہاے مٹی مین ۔ اڑاتی خاک سر پر باغ سے بادِ صبا نکلی

غزل ۹۸

لحد مین اُن کی ہواے وصال باقی ہی ۔ مین خواب مین ہون مگر یہ خیال باقی ہی
زوالِ حُسن نے تم کو تو بے طرح لوٹا ۔ وہ رنگ روپ نہ وہ چال ڈھال باقی ہی
لیا جو بوسہ کیا کیا گناہ کیون ہو خفا ۔ ذرا سی بات کا اب تک ملال باقی ہی
بھلائیگا غم فرقت یہ اے وطن والو ۔ کسی کسی کا جو کچھ کچھ خیال باقی ہی
ہماری خاک کے ذرے ہین عرش کے تارے ۔ پس فنا بھی وہی دیکھ بھال باقی ہی
برا ہو نشۂ مے کا خجل ہون یار سے نطق ۔ قصورِ بوسہ ہوا انفعال باقی ہی

غزل ۹۹

لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی ۔ رُکے نہ ہاتھ ابھی ہی رگِ گلو باقی
ہمارے پھول اُٹھا کر وہ بولا غنچہ دہن ۔ ابھی تلک ہی محبت کی اِس مین بو باقی
گلے لپٹ کے جو سویا وہ ایک شب گلرو ۔ تو بھینی بھینی مہینون رہی ہے بو باقی
فنا ہی سب کے لئے اِس جہان فانی مین ۔ یہ رشک ہی کہ اکیلا رہے گا تو باقی
جو قتل کرتا ہی صیاد میرے کھولدے پر ۔ کہ رہ نجائے تڑپنے کی آرزو باقی
کیا تھا آپ نے وعدہ کہ بوسہ کل دینگے ۔ اب اِس مین آپ کو کیا ہیگی گفتگو باقی
لو آج دل کے سبب اِس کو بھی ڈبو بیٹھے ۔ ذرا ہماری رہی تھی جو آبرو باقی
کنوئین مین قید ہوے جب کہ حضرت یوسف ۔ رہی نہ عشق مجازی کی آبرو باقی

غزل ۱۰۰

اِن گناہون سے مری توقیر آدھی رہ گئی ۔ بنتے بنتے خلد مین تعمیر آدھی رہ گئی
کیا ندامت اُس گھڑی جلاد کو حاصل ہوئی ۔ ٹوٹ کر جب ہاتھ مین شمشیر آدھی رہ گئی
حال دل جس دم بیان اس شوخ سے مین نے کیا ۔ مسکرا کر رہ گیا تقریر آدھی رہ گئی

کھینچے نقشہ جو بیٹھا اُس بتِ مدہوش کا — دستِ مانی کانپ اُٹھا تصویر آدھی رہگئی +
وصل کا وعدہ نگذرا تھا کہ شب آخر ہوئی — آرزو جو دل مین تھی اے امیر آدھی رہگئی

غزل ۱۰۱

ہو نہ اگر بار خط بھیجون مین ہر بار خط — اتنے لکھون یار خط لینے نہ دین اغیار خط
خط کی بھی کیا بات ہے دور کی سوغات ہے — نصف ملاقات ہے بھیجیے اے یار خط
آنکھون کی تنویر ہے یا خطِ تقدیر ہے — آپ کی تحریر ہے آنکھون پہ اے یار خط
خط مین نہ تو دیر کر مجھ پہ نہ اندھیر کر — مین تو الٹ پھیر کر پڑھتا ہون سو بار خط
ہاتھ نہ بڑھکر لگا اس کے برابر لگا — ہے جو گلے پر لگا قاتل خونخوار خط
بھیجے نہ قاصد کو تنگ قدر وہان ہے یہ ڈھنگ — بنتے ہین جا کر تینگ جاتے ہین بیکار خط

غزل ۱۰۲

خال سے کحل جواہر ہین تمھارے عارض — کہ مجھے دن کو دکھاتے ہین یہ تارے عارض
سامنا چاند سے ہوتا تو گہن لگ جاتا — کوٹھے پر ڈھانپ لیے آپ نے بارے عارض
آسمان سر پہ اُٹھا لیتے کہ ہذا ربّی — دیکھ پاتے جو خلیل آپ کے پیارے عارض
اس مین کیا شک ہے پیمبر کو تو قرآن آیا — آپ کو عرش سے خالق نے اتارے عارض
کہدے کہدے کہین اک دن ترے ہونٹھون کی نثار — چوم لے چوم لے اے قدر ہمارے عارض

غزل ۱۰۳

جو ہے عرش پر وہی فرش پر کوئی خاص اُس کا مکان نہین
وہ یہان بھی ہے وہ وہان بھی ہے وہ کہین نہین وہ کہان نہین
مجھے بوسہ دینا ہو وے بھی دے نہین صاف کہدے تو ہان نہین
ترے لب نہین کہ دہن نہین کہ دہن مین تیرے زبان نہین
مین وہ سروِ باغِ وجود ہون مین وہ گُل ہون شمعِ حیات کا

جسے فصل گل کی خوشی نہین جسے رنج باد خزان نہین

مرا ایک دل تھا وہ سرد ہی کسے اب دماغ ہی آہ کا
کہ ہوا ہی کب سے چراغ گل مین وہ جل بجھا کہ دھوان نہین

جو اُٹھے تو سینہ ابھار کر جو چلے تو ٹھوکرین مار کر
نئے آپ ہی تو جوان کوئی کیا جہان مین جوان نہین

ہی کدھر گیا مرا قافلہ یا زمین پھٹ کے سما گیا
نہ غبار اٹھا نہ جرس بجا کہین نقش پا کا نشان نہین

جو سمجھ گیا وہ سمجھ گیا جو بہک گیا وہ بہک گیا
کہ عجیب حال ہی گو مگو وہ نہان نہین وہ عیان نہین

ترا قہر نار جحیم ہی ترا رحم دار نعیم ہی
یہ فقط ہین قصہ کہانیان کوئی دوزخ اور جنان نہین

مرا دم الجھتا ہی واعظو نہ سنونگا لاکھ بکا کرو
تمھین جس قدر کہ جنون ہی مجھے اُس قدر خفقان نہین

کوئی خواب تھا کہ خیال تھا شب و روز اسی سے وصال تھا
مجھے کچھ خبر نہین کیا ہوا وہ مکین نہین وہ مکان نہین

جو ہزار عذر بھی پیش ہون وہ کسی طرح نہین مانتا
کہو الحذر تو حذر نہین کہو الامان تو امان نہین

وہ زبانِ خنجر صبر ہون کہ دہان مین جس کے سخن نہین
وہ دہان زخم ملال ہون کہ دہن مین جس کے زبان نہین

اُٹھو قدر اپنے نہ جان دو ابھی جان ہی تو جہان ہے
کوئی کام ایسا بھی کرتا ہی ارے میان نہین ارے میان نہین

غزل ۱۰۴

خدا کو مانو ہنسی نہ جانو نہ میرے دلبر جفا کرو تم
ہلیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوفِ خدا کرو تم
زمانہ الٹا ہی کیا کرو تم بدا جو ہی وہ ادا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم
ہمین نے پہلے گلا کٹا یا ہمین نے قاتل تمھین بنا یا
ہمین نے یہ رنگ سب جما یا ہمارے حق مین دعا کرو تم
ابھی کفن مردے پھاڑ ڈالین ابھی مزارون سے سر نکالین
ابھی جو محشر کی چل کے چالین ذرا قیامت بپا کرو تم
تباہ ہوگا اسی مین باہم رہے یہ دونون طرف کا عالم
کرین تکلف نہ تم سے کچھ ہم نہ ہم سے شرم و حیا کرو تم
چلو بہت ہو چکی رکاوٹ کہانکا پردہ اٹھاؤ گھونگھٹ
لپٹ بھی جاؤ گلے سے جھٹ پٹ بہت نہ نخرے کیا کرو تم
بہت نہ بہکے ہوے رہو تم پھنسے ہوا ب جو تو پھر سہو تم
جو بوسہ لے لون تو کیا کہو تم گلے لگا لون تو کیا کرو تم
بجا ہی بیجا مرا گلا تھا تمھارا اس مین قصور کیا تھا
یہ میری تقدیر مین لکھا کہ مجھپہ جور و جفا کرو تم
بتاؤ اے قدر کیا کہا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا
غریب و بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

غزل ۱۰۵

اے خضر چشمۂ حیوان دیکھا	آج ہم نے لب جانان دیکھا

پہلے گر مر گئے ہم خوب ہوا
نہ غم رحلت یاران دیکھا

کی نگہ چشم فنا نے جس دم
اپنے گھر آپ کو مہمان دیکھا

بادشاہی کی تمنا نہ رہی
جب سوے گور غریبان دیکھا

تجھ سے اے صبح وطن ہو کے جدا
صدمۂ شام غریبان دیکھا

گر پڑی برق جو ہم تڑپے وزیر
روئے تو ابر کو گریان دیکھا

غزل ۱۰۶

ایک دن بولے کہ تم سے ہے مجھے انکار کب
پھر تو موقع پا کے مین نے بھی کہا اے یار کب

یہ در پڑے بھی کہین رکتے ہین بے رو کے ہوئے
اشک تھمتے ہین بھلا اے یار بے دیدار کب

یار ہو یا حور ہو نزدیک ہو یا دور ہو
بند رہتے ہین کسی پر طالب دیدار کب

خلق مین یا قبر مین یا حشر مین یا خلد مین
سچ کہو یارون کو دکھلاؤ گے تم دیدار کب

آسمان ٹلجائے پر ہرگز نہین ٹلنے کا قدر
ڈٹ گیا ڈیوڑھی پہ اب اٹھتا ہے میرا یار کب

غزل ۱۰۷

چاہیے کیا کوچۂ دلدار مین
ایک بھی روزن نہین دیوار مین

کیا عجب ہو آئنہ سنگ مزار
مر گئے گر حسرت دیدار مین

ایک ہی نظارے مین مارا ہمین
گر پڑے ہم ایک ہی تلوار مین

مجھ کو جو زاہد ملے اے برہمن
باندھ دون سبحہ تری زنار مین

صاف ہین احباب کے دل قدر سے
رہتا ہے وہ آئنہ بازار مین

غزل ۱۰۸

عشق شیرین مین گھلین اس خستہ تن کی ہڈیان
چیونٹیون نے کھائین ہونگی کوہ کن کی ہڈیان

ہائے یہ فصل بہاری اور یہ کنج قفس
سوکھ کر کانٹا ہوئین بلبل کے تن کی ہڈیان

کیا عجب تاثیر دکھلائے اگر باد مراد
صورت زبول اٹھین اہل سخن کی ہڈیان

رنج دے دے کر خدا کافر کو بھی دیتا ہے عیش
جل کے گنگا دیکھتی ہین برہمن کی ہڈیان

بعد مرنے کے ہوا اسے قدر یہ بار گناہ
ہو گئین تابوت مین لاطون ہی سن کی ٹہڈین

غزل ۱۰۹

لپٹ گئے مرے سینہ سے مہربانی کی
یہ سب اُمنگ تھی اُٹھتی ہوئی جوانی کی

نہ رحم آیا اُسے میرے حال پر ہرگز
اگرچہ بار ہا تقریر بھی زبانی کی

نہ منھ کی کھائی نہ لی ہمنے لن ترانی کی
کسی سے ہم کبھی بچھڑے نہ پہلوانی کی

ہمارے یار کا تیزاب مین بجھا خنجر
رکا نہ حلق پہ کیا بات اُسکے پانی کی

مین کیا کہون کہ دہن کو ضرور دیکھونگا
صدا ابھی غیب سے آئی تو لن ترانی کی

غزل ۱۱۰

شادی و جشن سزاوار مبارک ہوئے
آج شہزادے کا دیدار مبارک ہوئے

صد وسی سال سلامت رہے باامن وامان
حسن کی گرمی بازار مبارک ہوئے

وہ بھی دن آئے جو سہرا بندھے سر پر اُسکے
سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہوئے

بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید
ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہوئے

خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہون سرور
دوستون کو گل گلزار مبارک ہوئے

غزل ۱۱۱

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی ارے ظالم تو کیا کی

لگی ٹھوکر جو پائے دلربا کی
مہینون تک مری تربت ہلا کی

صبا نے اسکے کوچے سے اُڑا کے
خدا جانے ہماری خاک کیا کی

وہ سوتے بے حجابانہ رہے رات
نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کہا اُس بت سے اب مرتا ہی مومن — کہا میں کیا کرون مرضی خدا کی

غزل ۱۱۲

ایسے گل کھلائے بدن پر کہ چمن بھول گئے — وحشتِ دل کا بھلا ہو کہ وطن بھول گئے
داغ دل دیکھ کے ہم سیرِ چمن بھول گئے — فرطِ وحشت سے بیابان مین وطن بھول گئے
دیکھتے ہی رُخِ دلدار کا جلوہ ناصح — عقل و ہوش و خرد و حرفت و فن بھول گئے
یاد ہین تجھکو جو تھے ہمسے کیے قول و قرار — یا کہ وعدے وہ سب ای عہد شکن بھول گئے
جلوہ فرما جو ہوا دیر مین وہ بت بخدا — بت پرستون کو اسے دیکھ برھمن بھول گئے
دیکھ کر اُسکے لب لعل کی لالی دل سے — لعل و یاقوتِ بدخشان و یمن بھول گئے
گو بہت درد جدائی کے سہے تھے ہمنے — اُسکے آتے ہی مگر رنج و محن بھول گئے

غزل ۱۱۳

بلبل سے فزون تر ہی تمنائے مدینہ — کیا غیرتِ گلزار ہی صحرائے مدینہ
دِکھلا دے مدینہ مجھے مولائے مدینہ — مرجاؤنگا کہہ کے یہی ہائے مدینہ
ای لطف کرے لطف جو مولائے مدینہ — ہم دور نہ کچھ دور رہے ای وای مدینہ
معمور تجلی ہی ہر اک کوچہ و بازار — موسیٰ کو دکھائینگے تماشائے مدینہ
آہوے حرم ہی نظر حور سے خوش چشم — کیا غیرتِ فردوس ہی صحرائے مدینہ
نے خواہش فردوس نہ پروای ارم ہی — سو جان سے ہوئین بلبل شیدائے مدینہ
کیا گلشن ایجاد ہی دیکھون نہ سوے خلد — ہاتھ آئے اگر دامنِ صحرائے مدینہ
ای لطف یہ خواہش یہ تمنا یہ ہوس ہی — لیجاؤن نہ دنیا سے تمنائے مدینہ

غزل ۱۱۴

اے فلک لیچل مدینہ کو خدا کے واسطے — دل تڑپتا ہی حبیب کبریا کے واسطے
لائے یہ بندہ کہان سے حق تعالی کی زبان — احمد مرسل ترے وصف و ثنا کیواسطے

باغ میں جاکر پڑھا جب روحِ احمدؐ پر درود — کھل گئے غنچوں کے منہ صلِ علیٰ کے واسطے
بارگاہِ احمدِ مرسل ہی وہ دار الشفا — آئیں گے عیسیٰ جہاں اپنی دوا کے واسطے
سُن لیا ہی جب سے تم کو رحمۃ للعالمین — کس قدر بیباک ہیں عاصی خطا کے واسطے
میم احمدؐ کے بنا راز کو افشا کیسے — بند کر اے لطف منہ اپنا خدا کے واسطے

غزل ۱۱۵

بھروسا ہی مجھے بخشش کا حضرت کی شفاعت پر — نہ توبہ پر نہ تقویٰ پر نہ محنت پر نہ طاعت پر
ہوا ہی جب سے دل مائل گلِ رخسارِ حضرت پر — شرف رکھتا ہی ہر داغِ جگر گلہائے جنت پر
حصولِ مقصدِ کونین عشقِ ذاتِ عالی ہے — محبت کو محبت کیوں نہ آئے اس محبت پر
جگر ہی اس کی یادِ مصحفِ عارض میں سیپارہ — نزولِ آیتِ رحمت ہی جس کی پاک صورت پر
نبی کے ہجر کا غم عیش و عشرت سے زیادہ ہی — ہزار دل ہوں یہاں قربان ہیں اک ساعت کی فرقت پر
مدینہ کی گدائی بادشاہی سے زیادہ ہے — چلا او لطف پانے خاک ڈالو اس ریاست پر

غزل ۱۱۶

کوئی اُس کو ادھر لایا تو ہوتا — ہمارا حال دکھلایا تو ہوتا
تو قاصد کچھ نہ اُس سے کہہ سکا ہائے — مرا پیغام پہنچایا تو ہوتا
دلِ زخمی کے بھر ٹانکے گئے ٹوٹ — [illegible] پھرایا تو ہوتا
وہ رشکِ حوریاں کس طرح آتا — قصور اپنا میں بخشایا تو ہوتا
تڑپتا اس پہ نہیں دل کو ہے چین — کسی صورت سے بہلایا تو ہوتا

غزل ۱۱۷

دلِ ناداں مجھے بہکا رہا ہی — فسونِ عشق سب سکھلا رہا ہی
کیا شاید کسی نے یاد مجھ کو — کہ یہ دل اس طرح گھبرا رہا ہی
جو آنا ہو تو جلد آؤ مسیحا — لبوں پر دم ہمارے آ رہا ہی

بلا دیکھیں یہ کس کے سر پہ آئے وہ زلفیں شام سے سلجھا رہا ہی
میں تیری تیغ کا دم بھر رہا ہوں ارے قاتل تو کیا دھمکا رہا ہی

غزل ۱۱۸

خبر لے اے مسیحا تو کہاں ہی ترا بیمار بسمل نیم جان ہی
کبھی سنتا نہیں فریاد بلبل عجب بیدرد یارو باغبان ہی
نہیں ملتا نہیں اس کا ٹھکانا خدا جانے وہ ہرجائی کہاں ہی
اگرچہ غلبۂ الفت ہی از حد ملیں کیونکر عدو سارا جہان ہی
لیے پھرتی ہی بلبل چونچ میں گل شہید ناز کی تربت کہاں ہی

غزل ۱۱۹

آفتاب روز محشر جلوہ گر ہونے لگا وصل کی شب ہو چکی رخصت قمر ہونے لگا
شام سے مردہ پڑا تھا رشک مسیحا نے مرا قم باذنی جب کہا وقت سحر ہونے لگا
یار صندل سے عرق آیا جبیں یار پہ بوئے مشک عنبریں سے درد سر ہونے لگا
ایک دو دم ہوں مسیحا اب دم آخر تو آ جانب ملک عدم کا سفر ہونے لگا
پاس بیٹھا تھا شہید کی کچھ [illegible] اب جدائی سے محبت کا اثر ہونے لگا

غزل ۱۲۰

وہ محفل میں تشریف لائے ہوئے ہیں وہ دیوانہ سب کو بنائے ہوئے ہیں
نیا ہی مشتاق دیدار جن کا وہ نظروں میں میری سمائے ہوئے ہیں
دل و دین گئے دونوں ہمراہ جن کے وہ اپنے سے پہلے پرائے ہوئے ہیں
پھر دیکھ دل کو نہیں چین میرے کریں کیا کہ تیرے ستائے ہوئے ہیں
نہیں زخم دل ہونگے اپنے پر اچھے کہ تیر نگہ کے دکھائے ہوئے ہیں

غزل ۱۲۱

گیا ملا تیری آشنائی مین — عمر آخر ہوئی جدائی مین
راہ و رسم وفا وہ کیا جانے — منتخب ہو جو بیوفائی مین
کج خرامی روش ہی خوبون کی — خوشنمائی ہی کج ادائی مین
خار و خس چومتے ہین اُسکے قدم — خوش ہی مجنون برہنہ پائی مین
بے طرح رخ پہ عکس زلف پڑا — تیرگی چھائی روشنائی مین
شاہ ہوتے ہین پاے بوس گدا — ہی عجب سلطنت گدائی مین
ناحق اُس بت کی دوستی مین تراب — لگ گیا داغ پارسائی مین

غزل ۱۲۲

بہار آئی ہی بھر دے بادۂ گلگون سے پیمانہ — رہے لاکھون برس آباد ساقی تیرا میخانہ
اُسی رشک پری پر جان دیتا ہون مین دیوانہ — ادا جس کی ہی بانکی ترچھی چتون چال مستانہ
نبھے کیونکر مرے اور اُس پری پیکر کے یارانہ — وہ بے پروا مین سودائی وہ سنگین دل مین دیوانہ
مجھے آنا ملے کیونکر تری محفل مین جانانہ — مری صورت فقیرانہ ترا دربار شاہانہ
غزالِ دشت بولے دیکھکر مجنون کی میت کو — یہ وحشی مرگیا بس ہو چکا آباد ویرانہ
ہمارے اور تمھارے عشق کا چرچا ہی شہرونمین — کوئی سنتا نہین اب لیلی و مجنون کا افسانہ
گذر یارب گلستان مین ہوا ہی کس شرابی کا — کہ شاخین جھومتی ہین نالۂ بلبل مستانہ
ظفر وہ زاہد بیدرد کی ہو حق سے بہتر ہی — کرے گر رند درد دل سے ہاے وہو مستانہ

غزل ۱۲۳

جدائی آپ کو منظور تھی ہم سے اگر پہلے — کیے تھے قول اور اقرار کیا جان کر پہلے
بڑے ہی بیمروت ہین یہ سب معشوق دنیا کے — اُٹھاتے کیون مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
وہی غصہ کی باتین ہین وہی قضیہ لڑائی ہی — وہی جھگڑا بکھیڑا ہی جو تھا آٹھون پہر پہلے
مری جان تم ہی سے پہلے پہل دل کو لگایا ہی — کبھی چاہا نہین ہم نے کسی کو عمر بھر پہلے

لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
سفر کرنے سے صاحب کے مرا ہوگا سفر پہلے

گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کسلیے دل کو
تمھاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

غزل ۱۲۴

نگاہ قہر ہم پر آج بے تقصیر پھرتی ہی
کسی کا بس نہین چلتا ہی جب تقدیر پھرتی ہی

نہین تیرا قصور اس مین یہ سب ہی کھیل قسمت کا
پلٹتی ہی کہ جب قسمت نہین تدبیر پھرتی ہی

نہایت ہی خیال ای جان تمھاری بیقراری کا
مری آنکھون مین ای ظالم تری تصویر پھرتی ہی

ترا وہ چاند سا مکھڑا مری آنکھون مین چھایا ہی
تری صورت کو ای جان ڈھونڈھتی تدبیر پھرتی ہی

تڑپتا ہی رفیع الدین ترے ای جان تصور مین
مرے حلقوم و گردن پر تری شمشیر پھرتی ہی

غزل ۱۲۵

ای رشکِ پری دل کا جلانا نہین اچھا
ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا

خشنب تو نہی کرتے ہین مین روتا ہون صد حیف
عاشق کو صنم اپنے رُلانا نہین اچھا

دکھلا کے مجھے ماہ لقا چاند سا چہرہ
اس وقت مرے پاس سے جانا نہین اچھا

اغیار کی صحبت سے حذر چاہیے ظالم
یہ لوگ بُرے ہین یہ رُمانا نہین اچھا

مونس کی گلستان مین ابھی آنکھ لگی ہی
بلبل یہ ترا شور مچانا نہین اچھا

غزل ۱۲۶

تلاشِ یار مین ہی رہنما دل
لیے پھرتا ہی مجھکو جابجا دل

نہوتا زلف پر گر یہ فدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

اُسی کے ہجر مین روتا ہون دن رات
کہ جس نے ہنستے ہنستے لے لیا دل

نبھائیگی قیامت تک محبت
مبارک ہو تمھین صاحب مرا دل

نہوتا واسطی یہ سوز غم مین
جو ہوتا میرے پہلو مین مرا دل

غزل ۱۲۷

کوئی کب یاد کرتا ہی کسی کی
محبت چار دن ہی جیتے جی کی

نہ آئین گے تو کیا مر نہ وینگے
مصیبت اور ہی اک دو گھڑی کی

شب فرقت مین مر مر کر بچی جان
نئے سر سے خدا نے زندگی کی

یہ سب ہی پیارے قسمت کی خرابی
نکلنے پائی کچھ حسرت نہ جی کی

چلو سب مل کے اُن کو دیکھ آئین
بری حالت ہی اس دم وسطی کی

غزل ۱۲۸

گلہ کیون ہجر مین اُس کا نہ کرتا
مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمین مین ناچتا ملکون مین پھرتا
جو ملتے تجھ تو مین کیا کیا نہ کرتا

جو ہوتین قابل دیدار آنکھین
کبھی عاشق سے وہ پردا نہ کرتا

اُٹھاتا بار الفت کون سر پر
اگر تجھکو خدا پیدا نہ کرتا

نہوتا وسطی گر عشق پنہان
تو دل سینہ مین یون دھڑکا نہ کرتا

غزل ۱۲۹

پڑے ہو کیون قدر منہ بیٹھے ذرا بتاؤ تو حال دل کا
نہ منھ سے بولو نہ سر سے کھیلو کٹے گا کیونکر ملال دل کا

نہ تیغ ابرو کا ہم کو ڈر ہی نہ تیر مژگان کا کچھ خطر ہے
ہمیشہ سینہ یہان سپر ہی تو حوصلہ کچھ نکال دل کا

مین اُن سے گستاخ ہونگا جسدم تو پہلے مانگونگا لب کا بوسہ
وہ مجھسے بےشرم ہونگے جسدم تو پہلے ہوگا سوال دل کا

وہ زلف پیچان سے اُڑ چلا تھا تڑپ تڑپ کر پھڑک پھڑک کر
یہ دام چارون طرف سے لپٹا کہ پھنس گیا بال بال دل کا

ہی دل کو تیرا خیال ہر دم تجھے بھی آتی ہی یاد اُس کی

ہی اُس کو ہر وقت یاد تیری تجھے بھی کچھ ہی خیال دل کا

تمھاری زلفین لٹک رہی ہین جوانی مین ہوتا تو گر نہ پڑتا
تم اپنا جوڑا تو کھول ڈالو اسی مین ہی احتمال دل کا

پھرے ہین وہ ہم سے خیر بہتر ہم اُنسے اے قدر ہین مکدر
ہین جہان مین نہ قحط دلبر انھین نہ دینا ہین کال دل کا

غزل ۱۳۰

شب ہجران کی طولانی نہ پوچھو / جو گذری ہی مرے جانی نہ پوچھو

حقیقت کیا بتاؤن چشم نم کی / ہوا جاتا ہی دل پانی نہ پوچھو

نکلنے ہی نہین پاتے ہین گھر سے / عزیزون کی نگہبانی نہ پوچھو

بچایا لاکھ پر پھنس ہی گیا دل / دل ناوان کی نادانی نہ پوچھو

برنگ کعبہ ممتاز حزین سے / کوئی حال پریشانی نہ پوچھو

غزل ۱۳۱

روٹھے ہین ہم سے آج انھین ہم منائینگے / گر کر کے منتین انھین گھر لے کے آئینگے

شکر خدا جنازے پہ میرے وہ آئین گے / اس آبرو سے خاک مین ہم کو ملائینگے

نالے ہمارے یوہین اگر سر اٹھائین گے / سن لینا تم کہ عرش معلے ہلائینگے

جس دن ہمارے منہ سے وہ منہ کو ملائینگے / کیا کیا نہ پھر رقیب بھی سب منہ کی کھائینگے

ہم سے خدا نخواستہ وہ گر جدا ہوے / پھر کس طرح فراق کے صدمے اٹھائینگے

اے دل ہوون مین بھی تنگ ترے ہاتھ سے بہت / اچھا کرین گے تجھ کو اگر وہ جلائینگے

پہلو مین ہو رقیب کے وہ گلبدن اگر / کیونکر نہ اُس کو دیکھ کے ہم خار کھائینگے

دیکھا ہی ہم نے چاہ ذقن رات خواب مین / تعبیر ہی کہ ہم کو کنوین وہ جھکائینگے

گر آنکھ اُن کی پھر گئی اپنا بھی دل پھرا / اب دل کے اور سے نیا نقشہ جمائینگے

زلفون کی طرح پیچ مین لائین گے ہم کو بھی
یونہین بگڑ بگڑ کے اگر وہ بنائین گے

یہ خوف ہی کہ ہوئے نہ عالم سیاہ آج
زیر نقاب اپنا وہ چہرہ چھپائین گے

اُس گلبدن کے پھولون کا زیور پہننے سے
یہ گھل گیا کہ کوئی نیا گل کھلائین گے

دن رات جب رقیبون مین صحبت ہی آپ کی
کاہیکو آپ ہم کو بھلا پھر بلائین گے

اخگر انہین تو شوق ہی دل کے جلانے کا
کاہیکو میرے حال پہ وہ رحم کھائین گے

غزل ۱۳۲

دیا ہے خدا نے کسکو یون جیون کو سے جانا نکو
جنان کو جنت الماوی کو کعبہ کو گلستان کو

جو آیا بام پر وہ گل تو گردون پر ہوئی حیرت
قمر کو مشتری کو زہرہ کو مریخ و کیوان کو

مری اس تو گرفتاری سے ہر اک کو شکایت ہی
رسن کو طوق کو زنجیر کو زندان کو دربان کو

ملا کر خاک مین سب کو ترے کوچے مین آ بیٹھے
حیا کو آبرو کو دین کو دنیا کو ایمان کو

لیا تیری ادا نے لوٹ ہر شہر و ولایت کو
حلب کو روم کو رے کو ختن کو چین کنعان کو

نچھوڑا قتل سے تو نے کسی مذہب کو اے قاتل
یہودی کو نصاریٰ کو برہمن کو مسلمان کو

سمجھتے کم ہین بہتے ہین ہم اپنی چشم گریان سے
سمندر کو جمن کو نیل کو جیحون کو عمّان کو

شب وصل صنم مین یاد کر کس کسکو روتا ہون
جبین کو رخ کو عارض کو دہن کو او زنخدان کو

ترے رخسار و قد کے کب برابر ہم سمجھتے ہین
صنوبر کو سمن کو سرو کو لالہ کو ریحان کو

مرے اس دردِ دل نے کر دیا شرمندہ حکمت سے
ارسطو کو فلاطون کو لقمان اور لقمان کو

غزل ۱۳۳

صنما برب کریم یان ترے ہین ہر ایک یہ مبتلا
کہ اگر الست بربکم تو ابھی کہے تو کہین بلے

ہوسِ جمال حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی ادھر کی سن ارنی ہی کہے چلا

وہ جو محو دشت نظارہ ہین یہی آہ بھر کے کہین ہین وہ
کہ تری تجلی نور نے ہمین مثل طور دیا جلا

یہ جو کہتے کعبہ مین ہی فقط سو غلط ہی محض اسی نمط
جدھر آنکھ اٹھا کے نظر کرون نظر آوے مجھکو وہ برملا

ھالشا اور تو کیا کہون وجہان مین کوئی بھی فرق ہی | جو خدا کے نور سے پر نہو کہ محال دہر مین ہی خلا

غزل ۱۳۴

دل تڑپتا ہی صبح وشام پڑا | یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا
گو نہ لیوے تو نام عاشق کا | اب تو منھ مین یہ سب کے نام پڑا
جان سے ہوگا یہ بدن خالی | جسم رہجائیگا تمام پڑا
قابل بندگی نہین تو نہین | کب گلے آ کے یہ غلام پڑا
یار ایسا نہ پاویگا قدوی | دیکھ لینا اگر اس کو کام پڑا

غزل ۱۳۵

دل گرفتار کیا کس نے کیا یار کیا | اب مجھے بیمار کیا کس نے کیا یار کیا
ہم جو رہتے تھے سدا گوشۂ تنہائی مین | سر بازار کیا کس نے کیا یار کیا
آپ کثرت مین گیا گوشۂ وحدت سے نکل | عشق اظہار کیا کس نے کیا یار کیا
کسنے آگ مین ڈالا تھا خلیل اللہ کو | نار گلزار کیا کس نے کیا یار کیا
کون منصور تھا وہ جسنے انا الحق بولا | بر سر دار کیا کس نے کیا یار کیا

غزل ۱۳۶

قد ترا سرو روان تھا مجھے معلوم تھا | گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم تھا
دھوپ مین غم کی عبث جی کو جلایا افسوس | پیو کے سایہ مین امان تھا مجھے معلوم تھا
خاک تیرے قدم پاک کی اے ماہ جبین | سرمۂ دیدۂ جان تھا مجھے معلوم تھا
شب ہجرت کے اندھیرے سے تنگ آیا تھا | رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم تھا
یار نے ابروے مژگان سے مجھے صید کیا | اس کنے تیر وکمان تھا مجھے معلوم تھا
سب جگہ ڈھونڈھ پھرا اسکو نہ پایا ہرگز | دل کے گوشہ مین پیکان تھا مجھے معلوم تھا
مین نے سمجھا تھا کہ اس یار کا ہی نام ونشان | وہ تو بے نام ونشان تھا مجھے معلوم تھا

دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج تسراج | کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم تھا

غزل ۱۳۷

عشق کا سا کبھی آزار نہ دیکھا نہ سنا | اس سے بچتا کوئی بیمار نہ دیکھا نہ سنا
تجھے جس بزم میں زنہار نہ دیکھا نہ سنا | ناچ اور راگ وہان یار نہ دیکھا نہ سنا
ہمدہون مین نے کبھی رد کلام واعظ | اسکے جز مصحف رخسار نہ دیکھا نہ سنا
عشق کی راہ مین نقش قدم و شور جرس | گاہ بھی دم رفتار نہ دیکھا نہ سنا
چشم وا رہتی ہین اور گوش برآواز قدم | عاشقون کو کبھی بیکار نہ دیکھا نہ سنا

غزل ۱۳۸

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد | نہ رہی وشت مین خالی کوئی جا میرے بعد
کیا عجب ہی جو اُٹھے مرقد لیلی سے صدا | میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد
تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون | شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد
وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح | پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد
منھ پہ رکھ دامن گل رووینگے مرغان چمن | ہر روش خاک اڑائیگی صبا میرے بعد
اس لیے کرتا ہون مین چاک کفن کو اپنے | کون کھولیگا مرے بند قبا میرے بعد
جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے | یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد
لاش مجھ کشتہ کاکل کی کوئی لٹکا دو | تا نہووے کوئی محبوس بلا میرے بعد
جاکے کہدیوے کوئی خان کی زبانی اتنی | اب نہین آتے ہو پھر آؤ گے کیا میرے بعد

غزل ۱۳۹

جیتے جی جاؤن مین کیونکر کوے جانان چھوڑکر | بلبل نالان کہان جائے گلستان چھوڑکر
کاوش غم دور ہو میرے دل ویران سے کیا | خار آتے ہین کہین صحرا کا دامان چھوڑکر
وصل جانان کس کی قسمت مین ہمیشہ ہی دلا | جاتی ہی اک روز آخر جسم کو جان چھوڑکر

ہوا ہی وصل جنت مین بھی مجھ کو یار کا ٭ | کب وہ انسان ہی جو مانگے حور انسان چھوڑکر
سر ٹپکتی پھرتی ہین ارواح سنگ و خشت سے | چل بسے ہین جسم کیا کیا قصر و ایوان چھوڑکر
زاہدا کیونکر کرون مین ترک یہ دنیا ہی وہ | سیر کو آئے تھے آدم باغ رضوان چھوڑکر
کوے قاتل کو چلے وحشت مین یون صحرا سیہم | بھاگتے ہین جس طرح سے شیر میدان چھوڑکر
مرگیا کیا ناسخ میکش جو سارے مے فروش | مسجدون مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑکر

غزل ۱۴۰

وہ جو زندگی مین نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق
یہ قلق ہی کیسا کہ ہی ستم گئی جان پر نہ گیا قلق
کسی کے خرام کی یاد مین تہ خاک بھی یہ رہا قلق
کہ زمین کو زلزلہ آئے ہی جو لٹا دے مجھکو ذرا قلق
برہم ہی حالت جان کی غرض ابتو جان پر آبنی ٭
یہ عذاب مرگ ہی یا طپش یا خدا کا قہر ہی یا قلق
یہ کہان کی جی کو بلا لگی مری ہاے کیونکہ ہو زندگی
کوئی کیا جیے جو ہوا ایک سا شب و روز صبح و مسا قلق
نہین چاہ میری اگر انھین نہین راہ دل مین تو کسلیے
مجھے روتے دیکھ کے رو دیے مرا حال سنکے ہوا قلق
غم ہجر یار کے ہاتھ سے شب و روز رہون مین عذاب مین
ہی ہمیشہ ایک نئی طپش ہی مدام ایک نیا قلق
کہا جان بلب ہون جو آئے تو میری زندگی ہو تو یہ کہا
ترے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنے کا مجھے کیا قلق

غزل ۱۴۱

کوئی اس دام محبت مین گرفتار نہو — ای خدا یہ کسی بندے کو تو آزار نہو

سیر تو ایک طرف لاکھ غنیمت کہ یہان — سانس لینے مین کوئی شخص گنہگار نہو

نالۂ مرغ چمن نے اسے بیتاب کیا — مجھے ڈر ہی کہ خفا مجھ سے وہ دلدار نہو

آج ہی دھوم اسیران قفس آتے ہین — جاکے دیکھو تو کوئی تازہ گرفتار نہو

بخت بیدار اگر خواب مین مجھکو پاوے — تو وہ پھر نا یہ قیامت کبھی بیدار نہو

غزل ۱۴۲

ڈرتا ہون جدا مجھسے وہ دلدار نہو جاے — یہ زندگی ہیری کہین دشوار نہو جاے

دفنا یو ہرگز نہ مری لاش کو یارو — جب تک کہ جنازے پہ مرا یار نہو جاے

ساقی تو اسی جان کے مست کچھو مدہوش — ایسا تو نشا پلی کہین سرشار نہو جاے

ڈرتا ہون تری شوخ شرارت سے پری رو — ایسا نہ کہین تو سر بازار نہو جاے

ای موج مجھے خوف نہین کیا دل وحشی — اُلفت مین کسی بت کی گرفتار نہو جاے

غزل ۱۴۳

عشق ہی دام بلا زلف پریشان مدحے — راہ بھولا ہی یہ دل خضر بیابان مدحے

ہجر مین یار کے پھرتا ہی مجھے کوہ و دشت — پا برہنہ ہی مرا خار مغیلان مدحے

تیغ ابرو نے تری مجھکو کیا ہی گھائل — نیم بسمل نہ رہون خنجر مژگان مدحے

سرخ چہرے پہ جو کھایا پان وہ آیا قاتل — خون کرنے کو مرے خاک شہیدان مدحے

جوش دیوانگی ہی مجھ پہ سراپا فانی — ہاتھ کہنے مین نہین چاک گریبان مدحے

غزل ۱۴۴

بتا دین ہم تمھارے عارض و کاکل کو کیا سمجھے — اسے تو سانپ سمجھے اور اُسے من سانپ کا سمجھے

یہ کیا تشبیہ بیہودہ ہی کیون موذی سے نسبت دین — سمن عارض کو اور کاکل کو سنبل کی جٹا سمجھے

نباتات زمین سے اُس کو کیا نسبت معاذ اللہ — ہما عارض کو اور کاکل کو ہم کالی بلا سمجھے

غلط ہی ہو گئی تشبیہ یہی ایک طائر سے — اسے برق اور اُسے ساون کی ہم کالی گھٹا سمجھے

گھٹا اور برق کیا ہی کیون گھٹا کر اسکو نسبت دین — اسے ظلمات اس کو چشمۂ آب بقا سمجھے

جو کہیے یہ فقط مقصود تھی خضر و سکندر کی — ید بیضا اسے اور اُس کو موسی کا عصا سمجھے

جو اس تشبیہ سے بھی داغ ان دونون پہ آتا ہی — اسے قندیل کعبہ اُس کو کعبہ کی ردا سمجھے

جو یہ تشبیہ پسند خاطر والا ہو تو پھر — اسے وقت نماز صبح اور اسکو عشا سمجھے

حقیر ان ساری تشبیہون کو رد کر کے یہ کہتا ہی — سویدا اس کو سمجھے اور اُسے نور خدا سمجھے

غزل ۱۲۵

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین دکھاتی ادب سے خدا کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم اسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم

ذرکا پایا جو لیلی نے مجنون کا جی کہا کیون ہو خفا مرے سرو سہی
کہ نہین نے کسی سنگ بات بھی کی تجھے میری حیا ہی شرم و حیا کی قسم

مرے گریہ سے جاتے ہی صبر و سکون مرے اشکون سے ٹپکے ہی قطرۂ خون
ارے چین نہین تجھے پیارے کبھون مجھے اس تری مہر و وفا کی قسم

شب ہجر مین اشکون کا خون بہا اُسے دیکھ کے رنگ شفق کا اڑا
نہین اس مین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم

ترے کشتۂ غم کا ہی حال تبہ یہی کہیو جو جاتا ہو تیرا ادھر
مجھے قاصد وج نسیم سحر شب ہجر کی میری بکا کی قسم

کبھی کہتا تھا قیس غزالون سے جا کہو ناقہ ادھر سے کدھر کو گیا
کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا تجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم

کبھی ساغر وصل نہ مین نے پیا کبھی چاک جگر کو نہ مین نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم

نہ تو پائی ہوس کبھی پھولون کی بو نہ تو بیٹھا ہون مین کبھی بر لب جو
نہ تو بے کلی دل کی گئی ہی کبھو مجھے پیارے کی اپنے وفا کی قسم

غزل ١٤٦

مزا وصال صنم کا اُٹھائیگا پھر کیا — ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا
کسیکی زلف کی جانب جو کھینچ رہا ہی دل — بلاے تازہ مرے سر پہ لائیگا پھر کیا
الٰہی خیر ہو کیون جوش پر ہی دیدۂ تر — کسیکے عشق کا طوفان اُٹھائیگا پھر کیا
بتون کے کوچہ سے بہر خدا نکل اے دل — یہان جو بیٹھا ہی صدمے اُٹھائیگا پھر کیا
ازل سے یان خط قسمت کی جا ہی نقش قدم — مٹے ہوے کو مقدر مٹائیگا پھر کیا
وہ دم حسینون کا بھرتا ہی ہو چکی مری زیست — جو خود مرے گا کسی کو جلائیگا پھر کیا
دکھایا زیست مین جسنے نہ منہ امانت کو — پس وصال وہ تربت پہ آئیگا پھر کیا

غزل ١٤٧

یہی دل کو قلق رہا زیر زمین نہ موے پہ بھی رنج و الم سے چھٹے
جنھین چھوڑتے تھے الدم نہ کبھی تا حشر غضب ہی وہ ہم سے چھٹے
کرے پیچ ہزار طرح کے بشر پہ نہ دل خم زلف صنم سے چھٹے
چھٹ جائے جو ایسی بلا سے کوئی تو خدا ہی کے فضل و کرم سے چھٹے
ہو کیون نہ ہمین مرنے کی خوشی کہ لحد مین فراق کے غم سے چھٹے
آفت سے چھٹے ایذا سے چھٹے ہر وقت کے رنج و الم سے چھٹے
صیاد کے جب پھندے مین پھنسے مرنے کا بہانا ہم نے کیا
ہمدم یہ پھڑکنے کی ہی جگہ ہم دام مین اگر دم سے چھٹے
صحبت مین تن و جان کی اے دل دنیا کے مزے سب حاصل تھے
کیا تفرقہ ڈالا اجل نے ہم دم ہمسے چھٹا ہم دم سے چھٹے

ہر طرح امانت مشکل ہے کوئی نہین شکل رہائی کی ++
ہستی کے وہ دام مین آکے پھنسے جو لوگ کہ قید عدم سے چھٹے

غزل ۱۴۸

زلف مین پھنسکے نہ مرغ دل مضطر چھوٹے / کس طرح بال کے پھندے سے کبوتر چھوٹے
جان مضطر کو ہین اس سرو کے کیونکر ہو قرار / ہے بڑا قہر جو قمری سے صنوبر چھوٹے
آبرو اپنی گئی داغ حسینون کو لگا / عشق بازی مین جو پوچھو تو برابر چھوٹے
مرغ دل پنجۂ مژگان سے رہا ہو کیونکر / کس طرح باز کے چنگل سے کبوتر چھوٹے
غرق ہے بحر تفکر مین امانت دن رات / طبع سے گوہر مضمون کوئی کیونکر چھوٹے

غزل ۱۴۹

شب فرقت مین نالون نے جہان سر پر اٹھایا ہے / زمین کو زلزلہ ہے آسمان چکر مین آیا ہے
حساب آب و دانہ حشر مین ہوگا تو کہدونگا / پیا ہے عمر بھر خون جگر غم مین نے کھایا ہے
شفق پھولی ہے دیکھو شام کو شہر بدخشان مین / لب رنگین پہ مسی مل کے اسنے پان کھایا ہے
مری تربت پہ آنا چاندنی مین کیون ہے شبگیرہ / یہ کس نے چادر مہتاب مین دھبا لگایا ہے
نہین بے وجہ پیہم ہچکیان آتی ہین فرقت مین / کسی محبوب کو تو اے امانت یاد آیا ہے

غزل ۱۵۰

دل مرا سیر چمن سے نہوا شاد کبھی / لیگیا باغ مین بھولے سے نہ جلاد کبھی
زندہ جب تک ہین ہم اے جان جفائین کر لو / یون سہیگا نہ تمہاری کوئی بیداد کبھی
ستم ایجاد تجھے ہم نے بنایا جانی / اس طرح دل سے ستم ہوتے تھے ایجاد کبھی
ہوگا تب جال مین بلبل کا پھنسنا معلوم / آئیگا موت کے پھندے مین جو صیاد کبھی
بلبلو کس کو دکھانی ہو عروج پرواز / ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی
ہین قیامت بہت بے شرم و حیا کی باتین / کبھی کہتا ہے امانت مجھے استاد کبھی

غزل ۱۵۱

دل ناداں تجھے آزار ہوا خواب ہوا — دام گیسو میں گرفتار ہوا خوب ہوا

ایک کافر کی محبت نے بھلایا سب کو — بدلے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا

یہ سزا ہی دل ناداں کی تمنا کہنا — نرگسیں چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا

بار منت کا مرے کون اٹھاتا سر پر — وہ نہ اپنا کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا

ناصحا مجھے تجھے کوئی سروکار نہیں — میں جو رسوا سر بازار ہوا خواب ہوا

روز کے جھگڑے سے ہمنے بھی فراغت پائی — اس کو ملنے سے بھی انکار ہوا خوب ہوا

خوف محشر کا نہیں لیکن ہی کچھ میرے خلیل — رہنما حیدر کرار ہوا خوب ہوا

غزل ۱۵۲

ترا یہ حسن یہ جوبن رہے رہے نہ رہے — یہ نو بہار یہ گلشن رہے رہے نہ رہے

یہ چار دن کی جوانی بہت غنیمت ہی — ترا یہ رنگ یہ روغن رہے رہے نہ رہے

جو قتل مد نظر ہی تو پھیر دے خنجر — جھکی ہوئی مری گردن رہے رہے نہ رہے

یہی ہی اشک فشانی تو صبر ہے کیسا — ہجوم سیل سے خرمن رہے رہے نہ رہے

تجھی کو ہاتھ لگی وسطی نشست ردیف — کہیگا کیا کوئی دشمن رہے رہے نہ رہے

غزل ۱۵۳

رخ روشن ترا قرآن ہے اللہ اللہ — اے صنم تیرا یہ ایمان ہی اللہ اللہ

شیخ کو کعبہ بھلایا ہی برہمن کو دیر — وہ تری زلف پریشان ہی اللہ اللہ

وصل دلبر میں بھی آرام نہو تو حاصل — عاشقی کی یہی پہچان ہی اللہ اللہ

ترچھی چتون سے وہ پھر دیکھتے ہیں آج دلا — قتل کا کس کے یہ سامان ہی اللہ اللہ

عشق نے اسکے فقط مجھ میں نہیں کی تاثیر — جسنے دیکھا وہ پریشان ہی اللہ اللہ

تھی خلیل ایسی کہاں تیرے سخن میں لذت — شاہ خادم کا یہ فیضان ہی اللہ اللہ

غزل ١٥٤

گئی یک بیک جو ہوا پلٹ نہیں دلکو میرے قرار ہے
کروں اس ستم کا میں کیا بیان مرا غم سے سینہ فگار ہے

یہ رعایا ہند تباہ ہوئی کہو کیسی سیہ بلا ہوئی
جسے دیکھا حاکم وقت نے کہا یہ بھی قابل دار ہے

کسی نے ظلم بھی ہے سنا دیا پھانسی لاکھوں کو بیگناہ
وے کلمہ گویوں کی سمت سے ابھی دل میں اُنکے غبار ہے

نہ تھا شہر دہلی یہ تھا چمن کہو کس طرح کا تھا یاں امن
جو خطاب تھا وہ مٹا دیا فقط اب تو اجڑا دیار ہے

یہاں تنگ حال جو سبکا ہے یہ کرشمہ قدرت رب کا ہے
جو بہار تھی سو خزاں ہوئی جو خزاں تھی اب وہ بہار ہے

شب و روز پھول میں جو تلے کہو خار غم کو وہ کیا سہے
ملی طوق و بیڑی جو قید میں کہا گل کے بدلے یہ ہار ہے

یہی شہر خلد سے کم نہ تھا اِسی جا کسی کو الم نہ تھا
چلی غم کی باد صبا یہ کیا نہ وہ رنگ ہے نہ بہار ہے

سبھی جا وہ ماتم سخت ہے کہو کیسی گردش بخت ہے
نہ وہ تاج ہے نہ وہ تخت ہے نہ وہ شاہ ہے نہ دیار ہے

کیا ہے غم ظفر تجھے حشر کا جو خدا نے پوچھا تو برملا
ہمیں ہے وسیلہ رسول کا وہ ہمارا حامی کار ہے

غزل ١٥٥

فرقت میں ہم کیا کیے نالے تمام رات
چبھتے رہے ہے کلیجے میں بھالے تمام رات

یاد آ گیا کسیکا یہ کہنا غضب ہوا
کمبخت آج اور ستالے تمام رات

زلفیں ہٹیں نہ چہرۂ مہرو سے ایکدم
اس چاند میں پڑے رہے ہالے تمام رات

ہوتی ہے کس طرح بسر اوقات کیا کہیں
زاری تمام روز ہے نالے تمام رات

کس وقت اُنسے کیجیے مطلب کی گفتگو
رہتے ہیں گرد چاہنے والے تمام رات

ہم چھیڑنے سے باز نہ آئینگے اے صنم
جو تیرے دل میں آئے سنالے تمام رات

غزل ١٥٦

دیکھتے ہیں واللہ اُسی کو دل کے ہم کاشانے میں
ڈھونڈھتے ہیں دن رات جسے سب مسجد اور بتخانے میں
دھوکھا ہم نہیں کھانے کے تو لاکھ چھپا وے اپنے تئیں

تیری ہی ہے یہ جلوہ گری سب بستی اور ویرانے مین
فرق نہین اس مین کچھ بھی گر جھوٹ کہون تو کافر ہون
دیکھ رہا ہون شکل کسی کی اپنے اور بیگانے مین
عشق و محبت جیسا یارو شمع سے ہے پروانے کو
عاشق ہو تو ایسا ہو کچھ خوف نہین جل جانے مین
زنہار خلیل آگاہ تھے ہم عشق و محبت کیا شئے ہے
یہ چھین لیا دل آہ کسی نے دھوکے سے یارانے مین

غزل ۱۵۷

مین نے تم کو دل دیا تم نے مجھے رسوا کیا
مین نے تم سے کیا کیا اور تم نے مجھ سے کیا کیا
کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے
عیان ظلم کرنے کے لیئے اللہ نے پیدا کیا
آنکھ عاشق کی کہین پھرتی ہے اُسے وعدہ خلاف
دیکھنے مین مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا
دلبرون مین بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
بوالہوس سے کیون کہا تمھارا راز جو افشا کیا
کیا خجل ہون اب علاج بیقراری کیا کرون
دھر دیا ہاتھ اُسنے دلبر تو بھی دل دھڑکا کیا

غزل ۱۵۸

عدم مین رہتے تو شاد رہتے اُسے بھی فکر ستم نہ ہوتا
جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہوتا تو غم نہ ہوتا
وصال کو ہم ترس رہے تھے جواب ہوا تو مزا نہ پایا
عدو کے مرنے کی جب خوشی تھی کہ اُس کو رنج و الم نہ ہوتا
اگر رقیبون نے سر اُٹھایا کہ یہ نہ ہوتا تو ہمسر وت
نظر سے ظاہر حیا نہوتی حیا سے گردن مین خم نہ ہوتا
وہان ترقی جمال کو ہے یہان محبت ہے روز افزون

شریک زیبا تھا بوالہوس بھی جو بیوفائی مین کم نہ ہوتا
ہوا مسلمان مین اور ڈرسے نہ درس واعظ کو سن کے مومن
نبی تھی دوزخ بلاسے بنتی عذاب ہجر صنم نہ ہوتا

غزل ۱۵۹

کھا گیا جی غم نہان افسوس
نکل گئی غم کے مارے جان افسوس

میرے مرنے سے بھی وہ خوش نہوا
جی گیا یونہی رایگان افسوس

گل داغ جنون کھلے بھی نہ تھے
اگئی باغ مین خزان افسوس

موت بھی ہوگئی ہی پردہ نشین
راز رہتا نہین نہان افسوس

تھا عجب کوئی آدمی مومن
مر گیا کیا ہی نوجوان افسوس

غزل ۱۶۰

سرمگین آنکھ سے تم نامہ لگاتے کیون ہو
خاک مین ناصح کو دشمن کے ملاتے کیون ہو

گرم جولان مرے مدفن پہ تم آتے کیون ہو
اپنے دل سوختہ کی خاک اڑاتے کیون ہو

جسے منظور وفا ہی ہو جفا بھی اسپر
تجھسے کچھ کام نہین ہو تو ستاتے کیون ہو

توڑنا جان کا ہو جائے گا دشوار آخر
چارہ ساز و میری امید بندھاتے کیون ہو

کھل گیا عشق صنم طرز سخن سے مومن
اب چھپاتے ہو عبث بات بناتے کیون ہو

غزل ۱۶۱

وہ جو ہم سے تم سے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنے وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو لطف مجھ پہ تھا پیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر
مجھے سب ہی یاد ذرا ذرا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نئے گلے وہ شکایتین وہ مزے مزے کی حکایتین

وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون مین ہی گفتگو
وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تمسے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

غزل ۱۴۲

خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
خبر ہے لاش پہ اس بیوفا کے آنے کی

چلی ہے جان نہین تو کوئی نکالو راہ
تم اپنے پاس تک اس مبتلا کے آنے کی

خیال زلف مین خود رفتگی نے قہر کیا
امید تھی مجھے کیا کیا بلا کے آنے کی

کرون مین وعدہ خلافی کا شکوہ کس کس سے
اجل بھی رہ گئی ظالم سنا کے آنے کی

مجھے یہ ڈر ہے کہ مومن کہین نہ کہتا ہو
میری تسلی کو روز جزا کے آنے کی

غزل ۱۴۳

دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے
فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہون گے

ناوک انداز جدھر دیدۂ جانان ہونگے
نیم بسمل کئی ہونگے کئی بے جان ہون گے

صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین
چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہون گے

داغ دل نکلین گے تربت سے مری جون لالہ
یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے

پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہو گی
پھر وہی پانٔون وہی خار مغیلان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

غزل ۱۶۴

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے
نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے

کس پرپروے ستمگر سے ملا دل افسوس
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین لبس کے

لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہی کہ خدا
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیحس کے

کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے
جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

یار مومن سے بھی ہین مدعی طبع روان
واہ انکار تران ادمغۂ یابس کے

غزل ۱۶۵

یعقوب سان جو آنکھون مین عالم سیاہ ہی
کس یوسف عزیز کی اس دل کو چاہ ہی

ہم ایسے خاکسارون کی کب تجھکو چاہ ہی
جاروب کش گلی کا تری بادشاہ ہی

دعوی عبث عبث ہی مسیحائی کا تجھے
اب تو مریض عشق کی حالت تباہ ہی

ہو جائینگے گناہ مرے عفو حشر مین
مجھ پر بھی جو یہ لطف وکرم کی نگاہ ہی

کیون ہمسے بیقصور بگڑتے ہو اے حضور
بوسہ کا مانگنا نہین کوئی گناہ ہی

اس جا جو تمنے ذبح کیا مجھ کو بے قصور
یہ قتلگاہ میرے لیے عید گاہ ہی

گیسو کو رخ پہ دیکھکے کہتی ہی ساری خلق
یہ گنج حسن ہی تو وہ مار سیاہ ہی

آنکھین دکھا کے طائر دل کر لیے شکار
کیا صید گاہ یار کی تیز نگاہ ہی

قاتل نہین ضرورت شمشیر آبدار
کافی ہمارے واسطے تیغ نگاہ ہی

کیونکر نہ آہ آہ کرے اخگر حزین
تجھ سے فراق یار خدا کی پناہ ہی

غزل ۱۶۶

بہار آئی چمن میں رنگ بدلا باغ عالم کا
چلی پھر اپنی وحشت کی ہوا پھر داغ دل چمکا

خیال قامت جاناں میں تپلا ہوں زبس غم کا
گمان سرو گلستاں پر ہی مجھکو نخل ماتم کا

نہیں بھولا مجھے شرما کے اسکا وصل میں کہنا
اتارے قبر میں ہم کو جو کھولے بند محرم کا

مزاج اُس کا نہ کیونکر نالۂ بلبل سے برہم ہو
نزاکت سے ڈوپٹہ بار ہو جس گل کو شبنم کا

اسیر دام الفت پھر ہوے تم آج کل عاشق
پڑا پھندا گلے میں حلقۂ گیسوے پُر خم کا

غزل ۱۶۷

کب مرے دل کو خیال رخ جاناں نہ ہوا
جلوہ گر کب مرے گھر میں مہ تاباں نہ ہوا

کونسا دل ہی نہیں جس میں محبت تیری
کون کافر تری الفت میں مسلماں نہ ہوا

دشمنی کس نے نہ کی مجھ سے تری الفت میں
ای پری کون مری جان کا خواہاں نہ ہوا

کیوں ہٹا جاتا ہی قاتل مجھے بسمل کر کے
لطف کیا خون سے جو دامن ترا افشاں نہ ہوا

بوسۂ لب مجھے اُس نے کبھی عاشق نہ دیا
شکر کرتا ہوں کہ شرمندۂ احساں نہ ہوا

غزل ۱۶۸

دل پردہ نشینوں سے لگانا نہیں اچھا
کوچے میں پری رویوں کے جانا نہیں اچھا

رخ چاند سا زلفوں میں چھپانا نہیں اچھا
ای جان یہ اندھیر مچانا نہیں اچھا

پردے کو اُٹھا کر مجھے صورت بھی دکھا دو
خالی فقط آواز سنانا نہیں اچھا

گو آگ لگی دل میں مگر ضبط ہے لازم
اے شمع یہ اشکوں کا بہانا نہیں اچھا

سوئے ہیں شب وصل کے جاگے ہوے عاشق
اے مرغ سحر شور مچانا نہیں اچھا

غزل ۱۶۹

کیا پوچھتے ہو تم کہ محبت میں کیا دیا
دی جان اُس پری کو جدا دل جدا دیا

تیری صدا نے چین نہ اے دلربا دیا
سوتے ہوؤں کو خواب اجل سے جگا دیا

رونا کبھی جو یاد میں اُس بحر حسن کے
آنکھوں سے میں نے اشک کا دریا بہا دیا

بیگانون کی خبر نہ یگانون کا ہوش ہی — سبکو تمھارے عشق مین دل سے بھلا دیا
سمجھا نہ کچھ کہ قہر ہی چاہ ذقن کا عشق — دانستہ مین نے دل کو کوئین مین گرا دیا
بھولے نہین سماتے ہو کل رات سے جو تم — عاشق بتاؤ تو تمھین اُس گل نے کیا دیا

غزل ۱۷۰

کسی کی زلف مین گر بھول کر کبھی دل اٹکا — تو مرتے مرتے بچا پھر اٹھایا وہ جھٹکا
مقام امن وہان جانیو نہ منزل عشق — گھڑی گھڑی ہی یہان خوف دم بدم کھٹکا
سوائے جرم محبت قصور ہی نہ گناہ — مجھے سبب نہین کھلتا تری رکاوٹ کا
ہوئے تھے وہ ابھی راضی خدا خدا کرکے — جھجھک کے ہٹ گئے یکبار جو سُنا کھٹکا
ہٹے نہ معرکہ عشق سے قدم عاشق — اڑے رہو کہ اسی مین ہی نام جیوٹ کا

غزل ۱۷۱

بہار آئی خیال آیا مجھے پھر خوش جمالون کا — لگی پھر آگ سینے مین ہوا پھر جوش نالون کا
قلق سے دم ہی یہان اُلجھا ہوا آشفتہ حالون کا — اُدھر پھندا پڑا ہی پاؤن مین زلفون کے بالون کا
ترا مجنون اُسی جانب تڑپتا ہوگا ای لیلی — یہ غل زنجیر کا جس دشت مین ہی شور نالون کا
کہان اُترے کہان مسکن کیا مطلق نہین کھلتا — پتا یان کس سے پوچھین ہم عدم کے جانیوالون کا
گران ہی گوش گل ناحق چمن مین غل مچاتی ہے — نہین یان سننے والا کوئی بلبل تیرے نالون کا
جگر کے داغ سے ہر دم دھوان پیچیدہ اُٹھتا ہی — ہماری جان لیگا عشق گھونگر والے بالون کا

غزل ۱۷۲

چہچہے کرتے ہین مرغان خوش الحان کیا کیا — وجد مین لاتا ہی بلبل کو گلستان کیا کیا
عشق گل مین کوئی بلبل جو فغان کرتی ہے — ڈھونڈھتا ہی مجھے میرا دل نادان کیا کیا
درد فرقت مین کسی نے نہ خبر بھی پوچھی — شکل بیمار کراہا دل نادان کیا کیا
سوزش داغ جنون شدت مین کیونکر کم ہو — آگ بھڑکاتے ہین یان غول بیابان کیا کیا

خاک مین ملگئے اے چرخ ترے ہاتھونسے ‌ ‌ ‌ دل غمگین مین بھرے تھے مرے ارمان کیا کیا

بعد مردن بھی نہ بھولون کا وہ دیوانہ ہون ‌ ‌ ‌ یاد آئیگا مجھے خانۂ زندان کیا کیا

پھر دکھائے کہین اللہ مجھے اے عاشق ‌ ‌ ‌ یاد آتا ہے مزار شہ ذیشان کیا کیا

غزل ۱۷۳

موت اُس کی ہی جو شخص ہی بیمار محبت ‌ ‌ ‌ عیسیٰ سے بھی جاتا نہین آزار محبت

مارا مجھے قاتل نے تو ہر سو یہ ہوا غل ‌ ‌ ‌ لو قتل ہوا آج گنہگار محبت

وحشت ہو کہ سودا ہو وفا ترک نہو گی ‌ ‌ ‌ ہون خادم دیرینۂ سرکار محبت

معشوقون کو کیا کام بھلا مہر و وفا سے ‌ ‌ ‌ نادان ہی جوان سے ہو طلبگار محبت

یارب نہ خزان آئے کبھی باغ جہان مین ‌ ‌ ‌ سر سبز ہمیشہ رہے گلزار محبت

رخ زرد ہی تن زار ہی تر چشم ہی لب خشک ‌ ‌ ‌ کیونکر نہ کہین سب مجھے بیمار محبت

ہمت نہ کبھی ہاریو عاشق یہ رہے یاد ‌ ‌ ‌ ہی مرد وہی جس سے اُٹھے بار محبت

غزل ۱۷۴

روا نہین یہ جفائین خدا سے ڈر صیاد ‌ ‌ ‌ عبث نہ باندھ مرے قتل پر کمر صیاد

سناؤن گر تجھے درد دل و جگر صیاد ‌ ‌ ‌ یقین ہی شام سے تو رو سکے تا سحر صیاد

بیان مین کس سے کرون حال کون سنتا ہی ‌ ‌ ‌ کسے دکھاؤن مین بیتابی جگر صیاد

اسیر کنج قفس ہون مین اتنی مدت سے ‌ ‌ ‌ کبھی ہرا بھی گلستان مین تھا گزر صیاد

بہت برا ہی ستانا کسی کا اے ظالم ‌ ‌ ‌ نہ ذبح کر مجھے للہ درگزر صیاد

سُناؤن کس کو پسیجیگا سن کے دل کس کا ‌ ‌ ‌ مرے تو نالون کا جاتا رہا اثر صیاد

چھٹا ہی جب سے چمن کچھ نہ پوچھ حال مرا ‌ ‌ ‌ کہ رخ ہی زرد دہن خشک چشم تر صیاد

چمن مین رہنے دے بلبل کے آشیانے کو ‌ ‌ ‌ اُجاڑنا نہین اچھا کسی کا گھر صیاد

اسیر دام بلا کرکے مجھکو اے عاشق ‌ ‌ ‌ ہوا ہی آج خوشی دل مین کس قدر صیاد

غزل ۱۷۵

جاؤ تم میری جان خداحافظ ‌ ‌ صبح غم ہے عیان خداحافظ
جان نثارون کا کوے قاتل ہین ‌ ‌ آج ہی امتحان خداحافظ
دل بچیگا نہ اب کسی صورت ‌ ‌ اشک خون ہین روان خداحافظ
نہین معلوم اب ہمین صیاد ‌ ‌ لے کے جائے کہان خداحافظ
رہگئے ہم تو دشت غربت ہین ‌ ‌ جاؤ اے ہمرہان خداحافظ
آج وہ شوخ کہہ گیا عاشق ‌ ‌ تو ہی اب نیم جان خداحافظ

غزل ۱۷۶

زلفون ہین جا پھنسا ہوئی ثابت خطاے دل ‌ ‌ چھوٹے نہ دام سے یہی اب ہی سزاے دل
[illegible] یار کی ہر یہ ہردم دعاے دل ‌ ‌ خالق کرے کسی کا کسی پر نہ آئے دل
[illegible] بتا کہ وہ جادو ہی کون سا ‌ ‌ قابو مین آپ لاتے ہین جس سے پرائے دل
مشہور ہی جہان ہین کہ دل کو ہی دل سے راہ ‌ ‌ پھر کیون تمھارا دل نہوا آشناے دل
مجنون بنے اسیر رہے دربدر پھرے ‌ ‌ اُس کی سزا یہی ہی جو تمسے لگائے دل
بالکل وفا نہ مہر و محبت نہ دلبری ‌ ‌ پھر کس اُمید پر کوئی تمسے لگائے دل
دیکھو سمجھ کے رکھو قدم کوے یار مین ‌ ‌ یان اور کچھ نظر نہین آتا سواے دل
اکدن وصال یار نہ عاشق ہوا نصیب ‌ ‌ کیونکر نہ صدمہ شب فرقت اُٹھائے دل

غزل ۱۷۷

کسنے دیکھین ہین زمانے ہین یہ پیاری آنکھین ‌ ‌ چشم نرگس سے بھی بہتر ہین تمھاری آنکھین
جس پہ کی ایک نظر جان سے مارا اُس کو ‌ ‌ کیون نہ کہیئے تری آنکھون کو شکاری آنکھین
دیکھیے کب نظر آتا ہی وہ خورشید جمال ‌ ‌ راہ تکتی ہین کئی دن سے ہماری آنکھین
نامہ بر دیکھیے آتا ہی کب اُس گلرو کا ‌ ‌ نگران صورت نرگس ہین ہماری آنکھین

قابل دید کہان دیکھین کسے ای عاشق — اب نہ وہ ہم ہی رہے اور نہ ہماری آنکھین

غزل ۱۷۸

رخ دکھاؤ ہمین ترساؤ نہین — عارض حسن پہ اتراؤ نہین

جان بلبل دیکھکے آہین نہ کرو — تم کہین سیر اسلگاؤ نہین

آتش دل ابھی سر کھینچیگی — اس دبی آگ کو بھڑکاؤ نہین

کچھ نہین تم کو محبت میری — جانتا ہون مین قسم کھاؤ نہین

تم زبان سے مجھے جو چاہو کہو — گالیان غیر سے دلواؤ نہین

مین ہون یا تم یہان اور ہی کون — آؤ آغوش مین شرماؤ نہین

کیون دکھاتے ہو مرا زخم جگر — جس مین بخیہ ہو یہ وہ گھاؤ نہین

تھا مقدر مین جو ہونا وہ ہوا — دل کو کھویا ہے تو پچھتاؤ نہین

اچھے ہو جاؤگے جلدی عاشق — مرض عشق سے گھبراؤ نہین

غزل ۱۷۹

بھلا ہو تیرا اے ساقی رہے آباد میخانہ — مئے گلرنگ سے بھر دے فقیرونکا بھی پیمانہ

کہون کیا تجھ سے اے زاہد مرا مشرب ہی رندانہ — کبھی جاتا ہون کعبہ کو کبھی مین سوے بتخانہ

مرا بھی قصد ہے صحرا نوردی کا مبارک ہو — کوئی کہدے یہ مجنون سے کہ اور آتا ہے دیوانہ

سوال بوسۂ لب پر بگڑ کر منھ پھرا لین وہ — مری عادت فقیرانہ مزاج انکا امیرانہ

پسند آئے نہ کیون عاشق مزاجونکو یہ سلے عاشق — کلام اپنا ہی رندانہ غزل اپنی ہی مستانہ

غزل ۱۸۰

کرون تعریف کیا زلف رسا کی — یہ ہے اڑتی ہوئی ناگن بلا کی

سنبھالا ہوش جب اس سنگدل نے — تجھی پہ مشق کی پہلے جفا کی

جہانتک جی مین آئے ظلم کیجے — نہ ہوگا مین کبھی صاحب سے شاکی

گئے سب چھوڑ کر دل سوز مجھ کو	فقط اک شمع تربت پر جلا کی
یہی جاری ہے فرقت مین زبان پر	کوئی صورت دکھا دے دلربا کی
مرا جانا ہو کب تک دیکھون عاشق	ہے نیت روضۂ خیر الوریٰ کی

غزل ۱۸۱

تڑپ رہا ہون مین جسکی فرقت مین اُس کو مطلق خبر نہین ہے
یہ کیسے نالے ہین میرے یارب کہ جن مین کچھ بھی اثر نہین ہے

نقاب رخ سے اُٹھا دو صاحب جمال اپنا دکھا دو صاحب
نہ خوف کو دل مین جا دو صاحب یہان کوئی بد نظر نہین ہے

کرون زبان سے اُسے بیان کیا ارادہ جو کچھ تھا مرغ دل کا
یہ اُڑ کے تم تک وہین پہونچتا مگر ہے مجبور پر نہین ہے

لکھون مین کیا اُن کو حال فرقت ہے مجھ کو درد جگر بشدت
بڑی تو اس مین یہ اب ہے دقت کہ کوئی یان نامہ بر نہین ہے

مین کس سے پوچھون بچشم گریان رہِ عدم کے پتے کو اس آن
سوائے اندوہ و یاس و حرمان کوئی مرا ہم سفر نہین ہے

بھرا ہے لاشون سے کوئے قاتل تڑپ رہے ہین ہزارون بسمل
عجب تماشا ہے دیکھ اے دل کسی کے تن پہ بھی سر نہین ہے

غزل ۱۸۲

نہین روکے سے رکتی ہے طبیعت آ ہی جاتی ہے	حسین جب سامنے آتے ہین الفت آ ہی جاتی ہے
اڑاؤن دھجیان کیونکر نہ وحشت مین گریبان کی	بہار گل مین زورون پر طبیعت آ ہی جاتی ہے
کنارے ہون ہر اک خارگو مین ناتوان لیکن	مجھے اُس گل سے کچھ بوئے محبت آ ہی جاتی ہے
حسینون سے نہین خالی ارے صاحب یہ دنیا ہے	نظر یان اک نہ اک دلچسپ صورت آ ہی جاتی ہے

خیال قامت موزون ہی جب بے دلکو ای عاشق
نئی ہر روز اک مجھپر قیامت آہی جاتی ہی

غزل ۱۸۳

نیند آنکھون مین بھری ہی کہان رات بھر رہے
کس کے نصیب تمنے جگائے کدھر رہے

ناوک مین راستی ہو کجی ہو کمان مین
ٹیڑھی اگر بھوین ہون تو سیدھی نظر رہے

ہر دم جتایئے نہ محبت شب وصال
جب یہ نگاہ آپ کی آٹھون پہر رہے

ہر دم گلے سے اپنے لگاؤن نہ کیون نہین
یہ ہاتھ ہین وہی جو ترے سینہ پر رہے

بھاگو ہزار کھینچ ہی لائیگی ایک دن
مظہر کی آہ وہ نہین جو بے اثر رہے

غزل ۱۸۴

باہر نہین ہون حکم سے اے جان آپکے
دل سے نثار جان سے قربان آپ کے

زلفون کی آڑ مین لیے بوسے تو بول اُٹھے
نکلے اندھیری رات مین ارمان آپ کے

اللہ رے ناز دیکھی جو پرچھائین زلف کی
ناگن سمجھ کے اُڑ گئے اوسان آپ کے

صورت دکھاکے ذبح کیا جان پڑ گئی
بندے کے سر پہ آنکھون پہ احسان آپ کے

مظہر بغل مین رہتی ہین پریان تمام رات
رہتا ہی روز گھر مین پرستان آپکے

غزل ۱۸۵

صنم دل لے لکے تڑپایا نہ کیجے
کسی عاشق کو ترسایا نہ کیجے

پڑیگا صبر دل تجھ پر مری جان
وگرنہ مجھ کو کلپایا نہ کیجے

نہ جانون کیا خطا صادر ہوئی ہی
جو کہتا ہی یہان آیا نہ کیجے

ہزارون مرغ جان ہوتے ہین بسمل
چمن مین سیر کو جایا نہ کیجے

اسیر دام الفت کرکے اے جان
دل مضطر کو تڑپایا نہ کیجے

نظر جسکی پڑے گی ہوگا گھائل
خدارا بام پر آیا نہ کیجے

مین عاشق ہون ترا دل سے میری جان
مجھے للہ ترسایا نہ کیجے

کہا مانو وگرنہ ہوگے بدنام
بہت اُس کوچے مین جایا نہ کیجے
حسینون پر بہت اس دل کو اپنے
خدا کے واسطے لایا نہ کیجے
نظر لگ جائیگی تم کو مری جان
مکان سے در پہ یون آیا نہ کیجے
جو مانگے کوئی تم سے ایک بوسہ
اُسے اللہ ترسایا نہ کیجے
حفیظ اللہ دل دیکر بتون سے
کبھی پیچھے سے پچھتایا نہ کیجے

غزل ۱۸۶

خوشی سے کاٹ لے دلدار گردن
کہ حاضر روبرو ہی یار گردن
جو عاشق ہین نہین مرنے سے ڈرتے
کٹاتے ہین سر بازار گردن
تم اپنی زلف کی پھانسی بناؤ
جھکاتا ہون ابھی سو بار گردن
اسیر دام الفت کی مری جان
نہین چھٹنے کی ہی زنہار گردن
مرے معشوق کے وہی پتے ہین
کمر پتلی صراحی وار گردن
حفیظ اللہ اگر ہی عشق صادق
تو سرکا تا نہ تم زنہار گردن

غزل ۱۸۷

کسی کے عشق مین بیتاب دل ہی
مثال ماہی بے آب دل ہے
نہین ہی ایکدم یان چین پیارے
نہ جانین کب سے یہ بیخواب دل ہے
اُٹھائے ہجر کے صدمے یہ کب تک
مری جان اب بہت بیتاب دل ہے
پھنسا ہی دام الفت مین کسی کے
اسی باعث سے یہ بیتاب دل ہے
گلستان محبت مین پریشان
جدائی نے کیا ہر باب دل ہے
وہی سمجھے گا رمز عشق جانان
حفیظ اللہ جو ارباب دل ہے

غزل ۱۸۸

کسی پر آگیا شاید مرا دل
کہ افسردہ سا رہتا ہی سدا دل

اسیر دام الفت ہوگیا دل — بچایا تھا بہت پر جا پھنسا دل
مین خود حیرت مین ہون بیٹھے بٹھائے — کہ کس نے چھین لیا میرا بھلا دل
چلے کس طرح اُس پر زور اپنا — جو ہو مشہور عالم بیوفا دل
کرون کیا ہائے سوے کوے جانان — لیے جاتا ہی وہ دیکھو کھینچتا دل
ملاکر آنکھ وہ ہم سے پہیر رو — نہ جانے کس طرح سے لیگیا دل
تپان ہی ہجر سے تیرے مری جان — مثال مرغ بسمل یان مرا دل
اگر تو مانتا کہنا ہمارا — تو کیون ملتی یہ تجھکو اب سزا دل
کسی گلفام کی فرقت مین لب پر — ہین نالے ہر گھڑی مثل عنادل
جہان کے خوبرویون پر ہمارا — ہمیشہ سے رہا دل سے فدا دل
نہین ہوتا اثر کچھ اس پہ جانان — عجب ہی سخت پتھر سے ترا دل
سلام اسوقت کرتا مین تجھے گر — کسی پر تیرا آتا ناصحا دل
حفیظ اللہ خان ساندہی سے کبتک — کریگا عزم سوے کربلا دل

غزل ۱۸۹

اسیر زلف جانان دل ہوا ہی — حفیظ اللہ خان حافظ خدا ہے
نہین معشوق کی فرقت سے بڑھکر — ہمارے واسطے کوئی بلا ہے
شب تار لحد کا خوف کیا ہو — کہ داغ دل ہمارا پر ضیا ہے
سنبھالون کس طرح دل کو مین اپنے — وہ قابو مین نہین میرے رہا ہے
تری فرقت مین نالون نے ہمارے — اٹھا یہ آسمان سر پر لیا ہے
دل نادان نے کی غلطی ہمارے — جو تم سے بیوفا پر آگیا ہے
نہین موقوف کچھ مجھپر مری جان — حسینون پہ ہر اک ہوتا فدا ہے
پریشان رہتے ہو ہر وقت پیارے — وبال دل مرا شاید پڑا ہے

کرو تم قدر اس کی میرے پیارے	کہ دل سے تمپہ دل میرا فدا ہی
حفیظ اللہ خان تجھکو مبارک	کہ آیا آج تیرا دلربا ہی

غزل ۱۹۰

نہیں آسان کسی سے دل لگانا	کہ لخت دل سدا پڑتا ہے کھانا
بہت مشکل ہی او دل عشق بازی	ہزاروں رنج پڑتے ہیں اُٹھانا
ملیں ہم کس طرح اُس ماہ رو سے	کہ ہے دشمن ہمارا سب زمانا
خطا پاؤ گے بیشک ایک دن تم	نہیں لازم وہاں ہر روز جانا
تمھارے ہجر میں نوبت یہ پہونچی	کہ ہنستا ہی ہمیں سارا زمانا
خدا کے واسطے آ کر مری جان	لگا جا ہاتھ سے اپنے ٹھکانا
منع کرتا ہوں دل کو واں نجا تو	نہیں رکتا ہی لیکن یہ دوانا
بھروسا کیا ہو اُس کی زندگی کا	چھپا ہو جسکا کب سے آب ودانا
کسی کے ایک بوسہ مانگنے پر	نہیں لازم تمھیں کرنا بہانا
مری جان عاشق صادق سے اپنے	نہیں لازم تمھیں منھ کا چھپانا
حفیظ اللہ خان اُس ماہ رو سے	مبارک ہو تمھیں دل کا لگانا

غزل ۱۹۱

بے طرح حال ہی پیارے ترے دیوانے کا	جلد اب آکہ نہیں وقت ہی شرمانے کا
ہو گیا ہوں مرض عشق سے لاغر ایسا	ہی یقین سب کو مری روح نکلجانے کا
دل کو دے پیچھے تمھیں پہلے ارادہ کر لے	خون دل پینے کا اور لخت جگر کھانے کا
دل میں رو رو کے کہا کرتی تھی لیلی اپنے	حال کیا جانے ہوا ہی مرے دیوانے کا
مرغ بسمل کی طرح دل ہی تڑپتا میرا	سُن لیا حال ہی جب سے کہ ترے جلنے کا
کشش دل نے اثر آج دکھایا شاید	ورنہ کیا کام تھا تشریف ادھر لانے کا

اس طرح پیار سے بُھلا کے قرین آپ اپنے
ماجرا کون سنیگا ترے دیوانے کا
شمع رویون سے نہین دل کا لگانا اچھا
حفیظ کیا حال ہوا دیکھ لے پروانے کا

غزل ۱۹۲

دل ناداں جو تو بدنام ہوا خوب ہوا
رنج و غم کھانا ترا کام ہوا خوب ہوا
بارہا مین نے کہا تو نے نہ مانا کہنا
اب زمانے مین تو بدنام ہوا خوب ہوا
مرمٹا تو تو محبت مین ولیکن ای دل
راضی تجھسے نہ وہ گلفام ہوا خوب ہوا
لخت دل کھانا پڑا خون جگر کو پینا
دل لگانے کا یہ انجام ہوا خوب ہوا
عشق مین اُس بت کافر کے پھنسا کر دلکو
حفیظ تو تارک اسلام ہوا خوب ہوا

غزل ۱۹۳

ہنسکے دل چھین لیا تو نے ہمارا جب سے
چین ہی عاشق مضطر کو کہان اب سے
غیر حالت ہی مری کنج قفس مین صیاد
چھٹ گیا کوچۂ دلدار ہمارا جب سے
حال کیا اپنا کہون تیری محبت مین صنم
کسی قابل نہ رہا چھوٹ گیا مین سب سے
مضطرب حال سراسیمہ پریشان خاطر
نام کیا کیا ہوئے مشہور نہ میرے سب سے
ہائے کس درد و مصیبت سے تجھے پالا تھا
دشمن جان ہوا میرا دل ناداں کب سے
ایک دل سیکڑون دلدار حفیظ اللہ خان
دل نذر کسکو کرون کون ہی بڑھکر سب سے

غزل ۱۹۴

قفس بلبل کا سوے گلستان لانے سے کیا حاصل
وہ اگلے چہچہے پھر یاد دلوانے سے کیا حاصل
نفس کی آمد و شد ہی نہ جنبش نبض مین باقی
ترے بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل
در زندان تلک آنے کی بھی طاقت نہین تن مین
ہمارے پاؤن کی زنجیر کٹوانے سے کیا حاصل
ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
جہان سے اُٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل
مرا باغ تماشا چہرۂ رنگین خوبان ہے
مجھے پھر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

غزل ۱۹۵

نہ گرد کعبہ نہ بتخانے کا غبار ہون مین
اگر ہون خاک بھی تو خاکپاے یار ہون مین

نہ کوہکن سے ہے نسبت مجھے نہ مجنون سے
فنون عشق مین یکتاے روزگار ہون مین

نگاہ لطف جو کرتے تھے یہ بتان نہ کرین
خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

شگفتہ رہنے دے اکدم تو مجھکو باد خزان
کہ اس چمن مین گل آخر بہار ہون مین

بتون کے ظلم سے ہرگز نہ منھ کو موڑون گا
جفا شعار رہین وہ اور وفا شعار ہون مین

کٹے ہے یاد الٰہی مین عمر رفتہ مری
نہ جاننا مجھے غافل کہ ہوشیار ہون مین

غزل ۱۹۶

نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسی کی کچھ نہین چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے

مرقع ہے مری آنکھون مین کیا یاران رفتہ کا
جو نظرون کے تلے ہر ایک کی تصویر پھرتی ہے

ترا دیوانہ جب سے اٹھ گیا صحراے وحشت سے
بگولے کی طرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہے

تری تلوار کا منھ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہ شمشیر پھرتی ہے

کبھی تو کھینچ لائیگی اسے گور غریبان تک
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہے

بیان کس منھ سے ہووے یار کی شیرین بیانی کا
زبان پر اپنے ابتک لذت تقریر پھرتی ہے

مقام عشق مین شاہ و گدا کا ایک مرتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچے مین بے توقیر پھرتی ہے

در باب اثر تک ایک دن جاتے نہین دیکھا
خدا جانے کہان یہ آہ بے تاثیر پھرتی ہے

خدا شاہد ہے اسکا پھر نہین ملتی نہین ملتی
طبیعت جس سے اپنی او بت بے پیر پھرتی ہے

ہم اس لیلی کے دیوانے ہین اے غافل جو صحرا مین
بغل مین اپنے مجنون کی لیے تصویر پھرتی ہے

غزل ۱۹۷

بند گیسوے سیۂ یار ہم ہوے
دانستہ کس بلا مین گرفتار ہم ہوے

بیگانہ وار اس چمنستان مین کی بسر
ہرگز نہ آشناے گل و خار ہم ہوے

آتے ہی اُس گلی مین ہوا دردِ دل فزون
دار الشفا مین اور بھی بیمار ہم ہوے

چھوٹے تمام عمر نہ زنجیرِ زلف سے
دامِ بلا مین ایسے گرفتار ہم ہوے

اسکی روش مین تیغ کے چلنے کے ڈھنگ تھے
پہلے قدم مین کشتۂ رفتار ہم ہوے

پوچھیگا کون مجرمِ الفت کو حشر مین
اچھا ہوا جو تیرے گنہگار ہم ہوے

فرہاد و قیس و وامق و غافل علی الخصوص
کامل یہ فنِ عشق مین دو چار ہم ہوے

غزل ۱۹۸

چھٹے رفیق مگر رہ گیا نشان باقی
ہی داغِ فرقتِ یارانِ رفتگان باقی

فلک کی تفرقہ سازی سے چھٹ گئے سُو بست
نہ صحبتین ہین نہ یارانِ رفتگان باقی

جو ظلم چاہیے عاشق پہ کیجیے صاحب
ستم نہ کوئی رہے مجھ پہ مہربان باقی

نہ مدحتِ لبِ رنگین یار چھوڑونگا
مرے دہن مین ہی جبتک مری زبان باقی

بتاؤ کس سے پتہ پوچھون اپنے یوسف کا
نہ کاروان ہی نہ اب گردِ کاروان باقی

غزل ۱۹۹

گنہ کا ہی بوجھ سر پہ بھاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ
ہی اپنے فعلون سے شرمساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

زنا و مکر و فریب کاری غرور و بخل و دغا شعاری
کٹی انھین سب مین عمر ساری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

نہ کی غریبون کی پاسداری نہ کی یتیمونکی غمگساری
سنی نہ مفلس کی آہ و زاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

خطائین ہین اس قدر ہماری زبان ہی جنکی بیان سے عاری
قلم ہوا لکھتے لکھتے عاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

مدام غفلت رہی یہ طاری کہ کی نہ یادِ جنابِ باری
تجھی سے ہی چشمِ رستگاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

ترا تو ہی فیضِ عام جاری ہی رکھتا فرحت امیدواری
ترے کرم کی ہی انتظاری الٰہی توبہ الٰہی توبہ

غزل ۲۰۰

ذرا تو سوچ اے غافل کہ کیا دم کا ٹھکانا ہی
نکل جب یہ گیا تن سے تو سب اپنا بیگانا ہی

مسافر تو ہی اور دنیا سرا ہی بھول مت غافل
سفر ملکِ عدم آخر تجھے درپیش آنا ہی

لگاتا ہی عبث دولت پہ اپنے دل کو تو منعم
نجا دے سنگ کچھ ہرگز یہان سب چھوڑ جانا ہی

نہ بھائی بند ہی کوئی نہ کوئی آشنا اپنا
نجو بی غور کر دیکھا تو مطلب کا زمانا ہی

لگا رہ یاد مین اس کی اگر اپنی شفا چاہے
عبث دنیا کے دھندے مین ہوا گل کیون دوانا ہی

غزل ۲۰۱

خار حسرت قبر تک دل مین کھٹکتا جائیگا
مرغ بسمل کی طرح لاشہ پھڑکتا جائیگا

سر مرا جب کاٹ کر تشہیر فرماوینگے آپ
خون ان آنکھون سے قدمون پر ٹپکتا جائیگا

جان جائیگی جو عشق عارض گلرنگ مین
تختہ تابوت مثل گل مہکتا جائیگا

مین وہ کشتہ ہون کہ میری نعش پر دو شوق
اک زمانہ دیدۂ حسرت سے تکتا جائیگا

سے چھکے افشان بام پر بہر خدا مت جائیو
ای صنم جو دیکھیگا سر پٹکتا جائیگا

مرگیا ہون مین کسیکی حسرت دیدار مین
قبر تک لاشہ بھی میرا ہاتھ ملتا جائیگا

ای ظفر قائم رہیگی جب تلک اقلیم ہند
اختر اقبال اس گل کا چمکتا جائیگا

غزل ۲۰۲

یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

خاکساری کیلیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

اس خرد نے مجھے سرگشتہ و بدنام کیا
کیون خردمند بنایا نہ بنایا ہوتا

نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجھ کو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

ای پری حور لقا تو نے قدم سے اپنے
رشک جنت مرا کاشانہ بنایا ہوتا

روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہی ظفر
ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا

غزل ۲۰۳

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہی فیصلہ دل کا

رہا شباب مین باقی جو ولولہ دل کا
تو خاک نکلیگا پیری مین حوصلہ دل کا

جہان مین جو کہ ہے مشہور قاتل عالم
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی سے بیعت ہے
وہ ظلم کرتے ہین مجھ پر تو لوگ کہتے ہین
پھرا جو کوچۂ کاکل سے کوئی پوچھینگے
ہزار فصل گل آئے جنون وہ جوش کہان
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا
خدا کے سامنے ہے اپنا ہی قلق انصاف

غز

یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی مین نہ تھا
محفل دلدار مین غیرون کی جا تھی مین نہ تھا
ہاتھ کیون باندھے مرے چھلا اگر چوری گیا
بیخودی مین لیلیا بوسہ خطا کیجے معاف
ہاے ساقی یہ ہو سامان اور عاشق وان نہو
مین سسکتا رہگیا اور مر گئے فرہاد و قیس
مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حسن و شباب
اے ظفر یہ دل پہ میرے داغ کیسا رہ گیا

غز

بیٹھے بٹھائے مفت مین سودا نیا ہوا
کعبہ کا ہے خیال نہ خواہش ہے دیر کی
رویا شب فراق مین نیسان کی طرح مین
افسوس زندگی مین نہ آیا کہین نظر

پڑا ہے اُس سے اب آکر مقابلہ دل کا
ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا

خدا بُرے سے نہ ڈالے معاملہ دل کا
سُنا ہے لٹ گیا رستے مین قافلہ دل کا

گیا شباب کے ہمراہ ولولہ دل کا
ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

بتون سے حشر مین ہوگا مقابلہ دل کا

ل ۱۰۴

لائق پابوس جانان کیا حنا تھی مین نہ تھا
لوٹ جب گلشن مین تھی باد صبا تھی مین نہ تھا

یہ سراپا شوخی دزد حنا تھی مین نہ تھا
یہ دل بیتاب کی ساری خطا تھی مین نہ تھا

یار تھا سبزہ تھا بدلی تھی ہوا تھی مین نہ تھا
کیا انھین دونون کے حصہ مین قضا تھی مین نہ تھا

ہنس کے بولا وہ صنم شان خدا تھی مین نہ تھا
خانہ باغ یار مین خلق خدا تھی مین نہ تھا

ل ۱۰۵

دل مبتلاے الفت زلف دوتا ہوا
دل ہے تمھاری چال سے ایسا ایسا ہوا

ہر قطرہ آنسو وُں کا در بے بہا ہوا
مرقد پہ میرے آکے وہ سر پر کھڑا ہوا

انجم یہ حسن بندش اشعار کیا سبب
یوسف کا ہم شبیہ مگر آشنا ہوا

غزل ۲۰۶

ہوگیا دل جب سے مائل زلف پیچان کی طرف
آنکھ پھر کے پھر نہ دیکھا سنبلستان کیطرف

قصد بھی جانے کا کرتا ہون کسی جانب اگر
دل لیے جاتا ہے مجھکو کوے جانان کیطرف

بعد مجنون ہوگیا خالی بیابان یک قلم
پھر نہ آنکلا کوئی اس دشت ویران کیطرف

دیکھ لے گر کوئی میرے یار کے رخ کی چمک
عمر بھر دیکھے نہ پھر وہ ماہ تابان کیطرف

پھر ہوا جوش جنون دل شہر مین لگتا نہین
دھیان پھر جانے لگا کوہ وبیابان کیطرف

یک قلم عالم جو تم نے ترک دنیا کو کیا
دھیان شاید آگیا کچھ دین وایمان کیطرف

غزل ۲۰۷

ہمارے اُستاد منشی شنکر پرشاد صاحب صبح بلگرامی ہیڈ ماسٹر کرسی سکول

نہ تو آرزو مجھے نام کی نہ تو حوصلہ ہے نشان کا
نہ ہے شوق کندہ قبر کا نہ لحد کے اونچے مکان کا

تجھے دیکھ لے جو کہین ذرا ہے یہ آدمی کی مجال کیا
تری بارگاہ مین اے خدا نہین دخل کچھ بھی گمان کا

تو کہان ہے اے دل شیفتہ نہوا بروون پہ فریفتہ
مری بات باندھ گرہ مین تو ہے خطر وہان تری جان کا

نہ قد خمیدہ پہ جایئے یہ بلا کی آہ ہے الحذر
کہ تو افلاک کا بھی توڑ دے وہ ہے تیر اپنی کمان کا

نہ بڑھیگا آگے کو تو ذرا نہ اٹھیگا آگے قدم ترا
ارے نامہ بر اسے یاد رکھ یہ نشان ہے انکے مکان کا

شب وصل مین ہمین لیسے ہی وہ ہزارون باتے تعلّی ہیر
ابھی ہاتھ پائی نہ کیجیے کہین بالا ٹوٹے نہ کان کا

مہ چار وہ تا ابرو ہے نہین چہرہ زلفون مین آگیا
ہے ہلال ایک یہ شفق نہین رنگ لب یہ ہے پان کا

کہین جل کے دھونی رمایئے مرے عاشقی کے اڑایئے
کہین جل کے خاک سیاہ ہو یہ بکھیڑا سارے جہان کا

مرے مرنے کی جو خبر سُنی تو یہ آئے کہتے جنازے پر
کہ صبح کیا ہی جوان تھا مجھے غم ہے ایسے جوان کا

غزل ۲۰۸

مری آہون کا دھوان ہونے دو / دل کی گنجلک تو عیان ہونے دو
ہونے دو شور و فغان ہونے دو / راز پوشیدہ عیان ہونے دو
واعظو جبہ و دستار کی خیر / اب کی مجھ کو خفقان ہونے دو
جو صلے نکلینگے انشاء اللہ / خیر سے آن کو جوان ہونے دو
ہم موذن کا گلا گھونٹینگے / صبح کو آج اذان ہونے دو
جان جاتی ہے جدا کو مانو / وصل تو ای مری جان ہونے دو
ساقیو صبح کو منگوا دو شراب / ہے جو ماہ رمضان ہونے دو

غزل ۲۰۹

پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا / اُسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا
مجھے دفن کرنا تو جس گھڑی تو یہ اُس سے کہنا کہ او پری / وہ جو تیرا عاشق زار تھا تہ خاک اسکو دبا دیا
دم غسل سے مرے پیشتر اُسے ہمدموں نے یہ سوچکر / کہین جاوے اسکا نہ دل دہل مری لاش پر سے ہٹا دیا
مری آنکھ جھپکی تھی ایک پل مرے دل نے چاہا کہ اُٹھکے چل / دل بیقرار نے او میان وہین چٹکی لے کے جگا دیا
مین نے دل دیا مین نے جان دی مگر آہ تو نے نہ قدر کی / کسی بات کو جو کبھی کہا اُسے چٹکیون پہ اُڑا دیا

غزل ۲۱۰

عمر سب مفت مین کھویا کیے نادان رہے / دل مین پایا جسے اسکے لیے حیران رہے
یون تو منھ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو / جب مین جانون کہ مرے بعد مرا دھیان رہے
ہمتو جاتے ہین جہنم ملک عدم دیکھین گے / کسکو سونپین ترا اللہ ہی نگہبان رہے
بعد مرنے کے مری قبر پہ خنجر رکھنا / کشتۂ ابروے خمدار کی پہچان رہے
نزع کے وقت ملاقات نہونے پائی / دلکے دل ہی مین مری جان سب ارمان رہے
اب کسی گل مین نہین بوے محبت باقی / وہ زمانہ نہ رہا اور نہ وہ انسان رہے
حقتعالی سے دعا ہے یہ علی گوہر کی / تندرستی رہے ایمان رہے جان رہے

غزل ۲۱۱

مجھے جام الفت یار نے جو پلا دیا کبھی بار ہے
مری آنکھوں میں وہی اب تلک بخدا اسیکا خمار ہے

جو صبا کرے تو ادھر گذر تو یہ اُس سے کہنا مری خبر
غم ہجر تیرے نے او صنم کیا کیسا زار و نزار ہے

مری جان جاوے دیار ہے مگر اتنا کہتے ہین او صنم
نہ پھرینگے عشق سے تیرے ہم مرا دل تو تجھ پہ نثار ہے

ترے ہجر مین جو سہے ستم نہین اسکا شکوہ کرینگے ہم
جا ہو سر کو تن سے کرو قلم بخدا نہین مجھے عار ہے

مجھے خوف حشر خلیل کیا کہ ہے شاہ خادم پیشوا
کوئی مانے یا کہ نہ مانے ہان مرا دل تو اُنپہ نثار ہے

غزل ۲۱۲

غم دل کا چھپاؤن تو چھپائے نہین بنتا
بگڑا ہے وہ ایسا کہ بنائے نہین بنتا

پاس اس کے مین جاؤن تو کٹھن ہے اگر اُس کو
پاس اپنے بلاؤن تو بلائے نہین بنتا

دن رات گذرتے ہین تصور مین اُسی کے
یاد اس کی بھلاؤن تو بھلائے نہین بنتا

وہ شرم سے مُنھ سامنے کرتا نہین میرے
آئینہ دکھاؤن تو دکھائے نہین بنتا

کہتا ہے جو اک آن نچھوڑون گا مین تجھ کو
جی اُس سے چھڑاؤن تو چھڑائے نہین بنتا

قاصد یہ پیام اُس سے تو کہہ دیجیو چپکے
گر خط مین لکھاؤن تو لکھائے نہین بنتا

بیکل کوئی کرتا ہے تراب اپنے کو ایسا
دل تجھ سے اُٹھاؤن تو اُٹھائے نہین بنتا

غزل ۲۱۳

گلے مین ڈال کے مالا ہین کے کان مین بالا
لیے جاتا ہے دل میرا یہ لڑکا برہمن والا

خرام ناز آفت ہے وہ بالا پن قیامت ہے
دکھاتا اس کا قامت ہے عجائب عالم بالا

پری چہرہ بت طناز وخوش اسلوب خوش انداز
بدن نازک سراپا ناز کیا سانچے مین ہے ڈھالا

ہوا جو زلف پر مفتون وہ سودائی ہے اور مجنون
نہین اس سانپ کا افسون غضب ناگ ہے کالا

نہ پوچھو یار واسکا گھر کہان رہتا ہے وہ دلبر
جہان بستے ہون جادو گر وہی ہے ملک بنگالا

وہ چشم سرمگین پیاری غضب کرتی ہے خونخواری
تراب اس سے نکہ یاری مجھے کل قتل کر ڈالا

غزل ۲۱۴

ترے فرقت زدہ کا ہائے کس حسرت سے دم ٹوٹا
ہوا مردہ ٹپک کے سر جو یہان تیرا قدم چھوٹا

تو کھاتا ہے قسم اپنی نہ غیرون سے ملونگا پھر
کسی سے یون بھی کرتا ہی کوئی قول و قسم جھوٹا

ملا آخر [illegible] سے ہوا ناخوش حسینون سے
نصیب اسکا کہو پھوٹا کہ جس سے وہ صنم چھوٹا

کیا جس طرح سے غارت [illegible]
[illegible] کسی کا فرے کوئی [illegible] لوٹا

نکرنا تھا اسے یارو تراب ایسے کی دلشکنی
یہ دل ٹوٹا نہین ہاتھونسے اسکے جام جم ٹوٹا

غزل ۲۱۵

نہایت بیوفا نکلا صنم سے دل مرا ٹوٹا
نہین اب کچھ امید اس سے کہ بالکل آسرا ٹوٹا

لگاوٹ سے پھر اس کی ٹیکن دلکی نہ جاویگی
نہین جوڑے سے ملتا ہی جہان شیشہ ذرا ٹوٹا

ہمارے شیشۂ دل کو سنبھل کے ہاتھ مین لیجو
نزاکت اس مین ہی اتنی نظر سے جب گرا ٹوٹا

بہت پیری مین دانائی کا تھا تجھکو گھمنڈا ی دل
جنون مین ہاتھ سے لڑکون کے سلے اب سترا ٹوٹا

تراب اسکو غنیمت جان جو رسوا ہوا جگ مین
محبت مین ہوا فانی ترا چون و چرا ٹوٹا

غزل ۲۱۶

چھیڑ مت بلبل کو اے صیاد ہنگام بہار
صبر کر چندے گذر جانے دے ایام بہار

گل کھلے ہین کیون نہو مرغ چمن کو بیکلی
پھول جاتے تھے خوشی سے سنکے جو نام بہار

کیون مزے ہین بلبل و گل کے خلل ڈالے ہی تو
دور کر صیاد دام اپنا [illegible]

لڑکپن سے تا جوانی یون رہا اس کا جمال
جس طرح گل ہو دم آغاز و انجام بہار

کس طرح وہ رنگ و بو پر گل کے مائل ہو تراب
جو کہ صبح خزان دیکھے گیے شام بہار

غزل ۲۱۷

ادھر وے ظالم و سرکش لیے تلوار بیٹھے ہین
ادھر ہم سر جھکائے ناتوان بیمار بیٹھے ہین

کمر پھر اسنے میرے قتل پر باندھی ہی بسم اللہ
کہ جی دینے پہ ہم بھی مستعد تیار بیٹھے ہین